File C:\Documents and Settings\riaz\Desktop\SHAITAAN\page-borders-2018-38.jpg not found.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعلیم الایمان

File C:\Documents and Desktop\SHAITAAN\07ac598e966d25f2046e56e not found.

شیطان
کی دشمنی کو پہچانو!

تصنیف

عبداللہ صدیقی

(ریسرچ اسکالر آف ایمانیات)

زیر سرپرستی

مولانا محمد کلیم الدین سلمان قاسمی

مولانا امتیاز احمد خان مفتاحی   مفتی عبدالمعبود قاسمی

ناشر

عظیم بک ڈپو، جامع مسجد دیوبند، یوپی، انڈیا۔

حق طباعت غیر محفوظ

(بغیر کسی تبدیلی کی چھپوانے کی عام اجازت ہے)

نام کتاب:۔ شیطان کی دشمنی کو پہچانو!

مرتب:۔ عبداللہ صدیقی

زیر سرپرستی:۔ مولانا محمد کلیم الدین سلمان قاسمی،

مولانا امتیاز احمد خان مفتاحی، مفتی عبدالمعبود قاسمی

سنہ طباعت:۔ ۲۰۲۰ء مطابق ۱۴۴۱ھ

تعداد اشاعت:۔ 500

کمپیوٹر کتابت:۔ النور گرافکس، حیدرآباد، تلنگانہ۔9963770669

ناشر:۔ عظیم بکڈپو، دیوبند، یوپی، انڈیا۔

اگر آپ شیطان کو اپنا حقیقی دشمن سمجھتے ہوں تو اپنے دوست احباب اور رشتہ داروں کو یہ کتاب چھپوا کر یا منگوا کر مفت تقسیم کریں، تا کہ وہ شیطان کے مکروفریب اور چالوں سے اچھی طرح واقف ہوکر اس سے اپنے آپ کو بچا سکیں۔

عظیم بک ڈپو دیوبند، یوپی آپ کو کم سے کم قیمت پر کتاب ارسال کرے گا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیطان، حضرت آدمؑ اور ان کی اولاد کا کھلا دشمن ہے

إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا إِنَّمَا يَدْعُو حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ o (فاطر:٦)

ترجمہ: یقین جانو! شیطان تمہارا دشمن ہے، اس لئے اس کو دشمن ہی سمجھتے رہو، وہ اپنے ماننے والوں کو جو دعوت دیتا ہے وہ اس لئے دیتا ہے تا کہ وہ دوزخ میں رہنے والے بن جائیں۔

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو قرآن مجید کے ذریعہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث کے ذریعہ صاف طور پر یہ تعلیم دی ہے کہ انسانوں کا سب سے بڑا دشمن شیطان ہے، وہ کسی زمانے میں بھی اولاد آدم کی دشمنی سے غافل نہیں رہا، البتہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے زمانوں میں کامیابی نہیں ملی۔

مگر جیسے جیسے زمانہ نبوت سے دور ہوتا گیا وہ غیر مسلموں کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو بھی اللہ سے دور کرتا گیا، اور اپنی دشمنی میں کامیاب ہوتا گیا اور انسانوں کو اپنی گمراہی میں زیادہ سے زیادہ پھنساتا گیا، آج ہر طرف اس کے گناہ کو سکھانے والی تربیت گاہیں اور لوگ پھیلے ہوئے ہیں، جو انسانوں کو گناہ اور برائی کی تعلیم طریقے سکھا کر اللہ سے توڑ کر اللہ سے دور کر کے مخلوق سے جوڑ رہے ہیں، غیر مسلم تو غیر مسلم، مسلمان بھی بہت بڑی تعداد میں شیطان کی جماعت میں شریک ہو رہے ہیں، اس کی سب سے بڑی وجہ وہ شیطان کے فریب و دھوکہ سے واقف ہی نہیں اور نہ اس کو اپنا طاقتور و خطرناک دشمن سمجھتے ہیں۔

شیطان کو پہچانو!

شیطان عربی میں سرکش کو کہتے ہیں، شیطان جنات کی جنس سے ہے، یہ لفظ انسان اور جن دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے، قرآن مجید میں شیطان کا لفظ بالعموم زیادہ تر اس

جن اور اس کی نافرمان اولاد کے لئے استعمال ہوا ہے جس نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کی، بعض مواقع پر انسانوں کے لئے بھی استعمال ہوا ہے، اس لئے کہ ان کے کام شیطانوں جیسے ہوتے ہیں، سورۂ ناس میں دونوں کے شر سے پناہ مانگنے کی دعاء سکھائی گئی ہے۔

جنات کے نام الگ الگ ہیں:

جنّ کے لغوی معنیٰ ضدّی، مرضی سے کام کرنے والا، مرضی پر قائم رہنے والا، جنات میں جو سرکش، باغی اور اللہ کا نافرمان ہے، اس کا ایک نام شیطان ہے، لغت میں شیطان' شطن سے بنا، جس کے معنیٰ ''راہِ حق سے بھٹکا ہوا'' ہے، اس طرح لغت کے اعتبار سے شیطان ہر نافرمان، سرکش اور باغی کو کہتے ہیں، چاہے وہ انسانوں میں سے ہوں یا جنات میں سے، ہر بری چیز کو بھی شیطان سے تشبیہ دی جاتی ہے۔

ابلیس بھی ایک نام ہے:

اللہ تعالیٰ نے اس کو ابلیس بھی کہا ہے، ابلیس کے معنیٰ ناامید ہونے اور خیر سے خالی ہونے کے ہیں۔ (ترتیب القاموس المحیط) اللہ تعالیٰ نے جب فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو یہ فرشتہ تو نہیں تھا' صرف فرشتوں کے ساتھ رہتا تھا تو ابلیس نے انکار کیا، اس کا تذکرہ حضرت آدمؑ کی تخلیق کے واقعہ میں ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ابلیس اس لئے نام رکھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے ہر چیز سے مایوس کردیا۔ (فتح القدیر)

اس کا ایک نام طاغوت بھی ہے:

طاغوت' طغیان سے بنا ہے، اللہ تعالیٰ نے شیطان کو طاغوت بھی کہا ہے، طاغوت کے معنیٰ حد سے تجاوز کرنے والا، ہر شر اور برائی کا سرغنہ، اپنے رب کی سرکشی کرکے انسانوں کو اللہ سے توڑ کر مخلوق سے جوڑنے والا، مخلوق کی اطاعت وفرمانبرداری کروانے والا، قرآن مجید میں طاغوت کی پیروی سے منع کیا گیا ہے۔ (مصباح اللغات)

☆ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ طاغوت سے مراد شیطان ہے، طاغوت سے مراد دراصل

کاہن، جادوگراور وہ عامل ہیں جن پر شیاطین اُترتے ہیں۔☆ حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ طاغوت سے مراد وہ شیطان ہے جو انسانی صورت میں ہوتا ہے جس سے لوگ اپنے مختلف امور میں فیصلے کراتے ہیں۔☆ حضرت امام مالکؒ نے فرمایا کہ طاغوت سے مراد ہر وہ چیز ہے جس کی اللہ کے سوا عبادت کی جائے، مشرکین جنات کی عبادت کرتے ہیں۔

اس کا ایک نام غرور بھی ہے:

شیطان کو اللہ نے غرور بھی کہا ہے: **وَلَا يَغُرَّنَّكُم بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ o** (فاطر:۵) اور اللہ کے معاملے میں تمہیں وہ (شیطان) دھوکے میں نہ ڈالنے پائے جو بڑا دھوکہ باز ہے۔

گویا اس کے معنیٰ ہیں بہت دھوکہ دینے والا، دنیا میں مشرک، کافر، منافق، کمزور ایمان والے، ہمیشہ شیطان سے دھوکہ کھاتے ہیں، باپ دادا کی اندھی تقلید کروا کر سماج و سوسائٹی کے طریقوں پر چلا کر بغیر علم کے عمل کروا کر انسان کو دھوکہ میں مبتلا کرتا ہے۔

اس نے حضرت آدم و حوا علیہما السلام کو جنت سے باہر نکالنے کے لئے کسی طرح جنت میں داخل ہو گیا اور انہیں دھوکہ میں مبتلا کرنے کے لئے کہا کہ اگر وہ اس درخت کا پھل کھالیں تو ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے، اس طرح دھوکہ میں مبتلا کر کے اللہ کی نافرمانی کروایا اور وہاں کے عیش آرام اور نعمتوں والی زندگی سے محروم کروادیا۔

جنات کی باقاعدہ انسانوں کی طرح نسل چلتی ہے

جنات کی ایک قسم چرند پرند کی طرح انڈے بچوں سے پھیلتی ہے، دوسری قسم باقاعدہ پیدا ہو کر اولاد، انسانوں کی طرح پھیلتی ہے، جس طرح چڑیا، کبوتر انڈے دیتے ہیں اور بڑا غل بچے جنتے ہیں، انسان بچے حمل کے ذریعہ پیدا کرتا ہے، جنات میں مذکر اور مؤنث ہوتے ہیں، ان کی نسلیں انسانوں کی طرح قیامت تک رہیں گی، ان میں کے نافرمان و باغی جنات انسانوں کو گناہوں کی ترغیب دیتے ہیں، اللہ نے ان کو انسانوں سے پہلے آگ کی لَو سے پیدا فرمایا، (سورۂ حجرات:۲۷) ان پر انسانوں کی طرح موت بھی آتی ہے، مگر اللہ نے

ان کی عمریں انسانوں سے بہت زیادہ رکھی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ جب انہوں نے قرآن سنا تو کہا کہ یہ اسی کلام کی طرح ہے جو حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوتا تھا، اس سے ان کی عمروں کا اندازہ ہوتا ہے۔

قرآن نے شیطان کو اولادِ آدم کا سب سے بڑا دشمن بتلایا

إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلإِنسَانِ عَدُوٌّ مُّبِينٌo (یوسف:۵) بیشک شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی احادیث کے ذریعہ تمام انسانوں کو یہ تعلیم دی کہ شیطان اور اس کی اولاد حضرت آدمؑ اور ان کی اولاد کے سب سے بڑے دشمن ہیں، اس لئے انسان' شیطانی ہتھکنڈوں سے اچھی طرح واقف رہے اور اس کو دشمن جان کر دنیا میں زندگی گذارے، جس طرح انسان زہر، آگ، جذام اور بول و براز سے دور بھاگتا ہے، اُس سے ہزار گونہ زیادہ شیطان سے دور رہے، اس کی چالوں اور دھوکہ بازیوں کو سمجھ کر زندگی گذارے، اس کے بھٹکانے اور دھوکہ دینے کے طریقوں کو سمجھے، اس نے انسانوں کے باپ اور ماں کو دھوکہ دے کر ان سے غلطی کروایا ہے، اگر انسان اس کی دشمنی سے واقف نہ ہوں گے تو دنیا سے ناکام گذریں گے۔

شیطان کی انسان سے حسد و بغض کی اصل وجہ

حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ اپنے خطبات میں بیان کرتے ہیں:

پہلے زمین پر جنات کی آبادی تھی، ان کے اندر جب گمراہی بڑھ گئی اور وہ قتل وخون ریزی کرنے لگے اور زمین میں فساد برپا کردیا، آگ کی وجہ سے ان میں طیش زیادہ ہوتا ہے، مزاج میں کبر و غرور بھی زیادہ ہوتا ہے، اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کی جگہ انسان کو خلیفۂ زمین بنا کر زمین کا نظام چلانے کا اظہار کیا، اسی وقت سے شیطان انسان سے حسد، بغض میں گرفتار ہوگیا، کہ یہ ہمارے اقتدار پر قابض ہو رہا ہے۔ (اس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے)

جس طرح بنی اسرائیل کو ان کی امامت سے معزول کر کے امت محمدیہ کو یہ مرتبہ دیا گیا اور دنیا کے سدھار کی ذمہ داری دی گئی تو بنی اسرائیل نے جلن اور حسد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا، دشمن بن گئے، اسی طرح شیطان بھی انسان کا دشمن بنا ہوا ہے۔

شیطان، حضرت آدمؑ میں روح پھونکنے سے پہلے ہی ان کا دشمن بن گیا!

ابلیس کو حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے ہی فرشتوں کے ذریعہ علم ہو چکا تھا کہ اللہ تعالیٰ زمین میں ایک نئی مخلوق کو خلیفۂ زمین کی حیثیت سے پیدا کرنے والا ہے، اور ان کو تمام مخلوقات کا سردار اشرف المخلوقات بنا کر خاص فضیلت واختیارات دینے والا ہے، اس لئے اس نے حضرت آدمؑ کا پتلا جو مٹی کا بنا ہوا تھا، ابھی اس میں روح پھونکی نہیں گئی تھی، دیکھتے ہی کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس کو مجھ پر فضیلت دی تو میں اس کی فضیلت کو نہیں مانوں گا، اس نے روح پھونکے جانے سے پہلے حضرت آدمؑ سے بغض پیدا کر لی اور ان پر قابو پانے کے راستے تلاش کرنے لگا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی تصویر جنت میں بنا کر رکھی تو ابلیس اس تصویر (مجسمہ) کے اردگرد گھومنے لگا کہ دیکھیں یہ کیا ہے، تو جب اُسے پیٹ والا حصہ نظر آیا تو سمجھ گیا کہ ایسی مخلوق بنائی گئی ہے جو اپنے اوپر قابو نہیں رکھ سکتی۔ (صحیح مسلم:۲۶۱۱)

فرشتوں نے آدم کو خلیفۂ زمین بنائے جانے پر انسان کے بارے میں قتل وخون کے خیال کا اظہار کیوں کیا؟

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب قاسمیؒ اپنے خطبات میں بیان کرتے ہیں:

مفسرین نے لکھا ہے کہ انسانوں سے پہلے زمین پر جنات آباد تھے، ان کو اللہ نے کچھ آزادی واختیار دیا تھا، اس پر انہوں نے زمین میں فساد، قتل وخون ریزی اور غارت گری کی تھی، اور وہ زمین کا نظم نہیں سنبھال سکے، اسی بناء پر جب انسان کو خلیفہ زمین بنا کر آزادی واختیار دیا جانے والا تھا تو فرشتوں نے انسانوں کی آزادی کا بھی غلط استعمال

ہونے کا شبہ ظاہر کیا تھا کہ یہ بھی قتل وخون ریزی کریں گے اور زمین میں فساد مچائیں گے اور اللہ کی نافرمانی کریں گے۔

ابلیس کو فضیلت نہ ملنے کے باوجود اپنی حماقت سے بڑا سمجھا!

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَآئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا إِلَّآ إِبْلِيْسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهٖ. (سورۂ کہف:۵۰)

ترجمہ: اور جب ہم نے ملائکہ کو آدمؑ کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو ان سب نے سجدہ کیا‘ سوائے ابلیس کے، وہ جنات میں سے تھا، پس اس نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی۔

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب قاسمیؒ نے اپنے خطبات میں بیان فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدمؑ کو سجدۂ تعظیمی بجالاؤ! چونکہ یہ بھی فرشتوں ہی کے ساتھ رہتا تھا‘ سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کیا، اللہ کا حکم نہیں مانا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابلیس! تجھ کو سجدہ کرنے سے کس چیز نے روکا‘ جبکہ میں نے تجھے سجدہ کا حکم دیا تھا؟

ابلیس نے منطقی دلیل سے کہا کہ میں اس (آدمؑ) سے بہتر ہوں، تو نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا اور اس کو مٹی سے پیدا کیا، اس کے نزدیک یہ تصور تھا کہ آگ ہمیشہ اونچا رہتی ہے، مٹی کی خاصیت یہ ہے کہ وہ ذلت میں نیچے رہتی ہے، اس کے مزاج میں کبر اور غرور تھا، وہ سمجھا لہٰذا اللہ نے مجھے اونچا بنایا، چنانچہ تو نے مجھے اس سے افضل بنایا، اس لئے میں اس کے سامنے سر جھکا نہیں سکتا، کبر کے معنیٰ صرف بڑا سمجھنا نہیں بلکہ دوسروں کو حقیر و ذلیل سمجھنا اور اپنے کو اس سے بالاتر سمجھنا بھی ہے، تو نے مجھے غیر فطری حکم دیا ہے، اسی غرور و تکبر اور زبردستی اپنی برائی اور گھمنڈ میں ذلیل ہو کر آسمانوں سے نکال دیا گیا، یہی تصور وہ اکثر بیوقوف قسم کے غرور اور تکبر رکھنے والے انسانوں میں پیدا کرتا ہے۔

شیطان نے انسان کو ناشکرا ثابت کرنے کے لئے مہلت مانگی

سورۂ اعراف، آیت:۱۲تا۱۷ میں ارشادِ باری ہے:

قَالَ مَا مَنَعَکَ أَلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُکَ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ o قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَکَ أَن تَتَكَبَّرَ فِيهَا فَاخْرُجْ إِنَّکَ مِنَ الصَّاغِرِينَ o قَالَ أَنظِرْنِي إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ o قَالَ إِنَّکَ مِنَ الْمُنظَرِينَ o قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَکَ الْمُسْتَقِيمَ o ثُمَّ لَآتِيَنَّهُم مِّن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَن شَمَآئِلِهِمْ وَلاَ تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ o

ترجمہ: اللہ نے کہا: جب میں نے تجھے حکم دیا تھا تو تجھے سجدہ کرنے سے کس چیز نے روکا؟ اس نے کہا: میں اس بہتر ہوں، تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اس کو مٹی سے پیدا کیا، اللہ نے فرمایا: اچھا تو یہاں سے نیچے اُتر جا! کیونکہ تجھے یہ حق نہیں پہنچتا کہ یہاں تکبر کرے، اب نکل جا! یقیناً تو ذلیلوں میں سے ہے، اس نے کہا: مجھے اس دن تک (زندہ رہنے کی) مہلت دیدے جس دن لوگوں کو قبروں سے زندہ کر کے اٹھایا جائے گا، اللہ نے فرمایا: تجھے مہلت دیدی گئی، وہ کہنے لگا: اب چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا اس لئے میں (بھی) قسم کھاتا ہوں کہ ان (انسانوں) کی گھات لگا کر تیرے سیدھے راستے پر بیٹھا رہوں گا، پھر میں ان پر (چاروں طرف سے) حملے کروں گا، ان کے سامنے سے بھی اور ان کے پیچھے سے بھی اور ان کی دائیں طرف سے بھی اور ان کی بائیں طرف سے بھی اور ان میں سے اکثر لوگوں کو تو شکر گذار نہیں پائے گا۔

حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے کی نافرمانی پر اللہ نے کہا تو یہاں سے نیچے سے اُتر جا، تجھ کو کوئی حق نہیں کہ تو یہاں تکبر کرے، بیشک ذلیلوں میں تیرا شمار ہے، اس دھتکارے جانے پر اللہ کے غضب کا شکار ہونے کے باوجود معافی اور توبہ کی درخواست کرنے کے بجائے اللہ سے درخواست کی کہ مجھ کو قیامت کے دن تک مہلت دیجئے، میں آدم کی اکثر اولاد کو آپ کا ناشکرا ثابت کروں گا، میں ثابت کروں گا کہ آپ نے میرے مقابلے میں

انسان کو جو مقام و مرتبہ دیا ہے، یہ آپ کا ناشکرا، نمک حرام، احسان فراموش ہے، یہ اپنے عہدے کے لئے نااہل ہے، جیسے آپ نے مجھے گمراہ کیا ہے تو میں ان کو گمراہ کرنے اور دھوکہ دینے کے لئے ان کی تاک میں تیری سیدھی راہ میں بیٹھوں گا، اوران پر سامنے سے پیچھے سے، دائیں جانب اور بائیں جانب سے گمراہ کروں گا، اور تیرے ناشکرے ثابت کروں گا، اللہ تعالیٰ نے اُسے قیامت تک بھٹکانے کی اجازت تو دیدی؛ پھر یہ فرمایا کہ میرے خاص شکر گذار بندوں پر تو قابو نہ پاسکے گا، جن پر میری رحمت ہوگی۔

اسی سرکشی اور گھمنڈ کی وجہ سے دھتکارا گیا اور ہمیشہ ہمیشہ کی لعنت و ذلت میں مبتلا ہوگیا، حسد تکبر اور خود ساختہ احساس برتری کی وجہ سے اور دشمنی وحسد کی وجہ سے سجدہ سے انکار کر کے اپنی ہزار سالوں کی عبادت کو ضائع و برباد کرلیا، ملعون و مردود ہوکر عزت و آرام نعمتوں اور عیش کے مقام سے نکال دیا گیا، یہ اس بات کی تعلیم ہے کہ انسان بھی اللہ کی نافرمانی بغاوت کرے تو دنیا میں بھی ذلیل ہوگا اور مرنے کے بعد جنت سے محروم کر دیا جائے گا۔

آدمؑ کی عاجزی اور شیطان کی سرکشی سے انسانوں کو کیا سبق دیا گیا؟

اللہ نے تقدیر کے فیصلے کے تحت دونوں کو زمین پر اُتار دیا، آدمؑ میں چونکہ عاجزی و انکساری تھی، انہوں نے اللہ سے رجوع ہو کر معافی مانگی اور توبہ کے کلمات سیکھ کر توبہ کی، مگر شیطان نے اپنے غرور وسرکشی کی وجہ سے توبہ نہیں کی، اس کے برعکس وہ زمین پر بھی آدمؑ اوران کی اولاد کا دشمن بنا رہا اور رات دن انسانوں کو اللہ کی بغاوت ونافرمانی سکھانے کے کی محنت ہی کر رہا ہے، اللہ سے توڑ کر مخلوقات سے جوڑنے کا کام کر رہا ہے، آدمؑ نے جان بوجھ کر گناہ نہیں کیا بلکہ غلط فہمی میں شیطان کے قسم کھا کر بہکانے اور جھوٹ بولنے پر دھوکہ دینے سے غلطی کی، ان کی یہ غلطی گناہ نہیں؛ غلط فہمی تھی، حرص تھی، توبہ کرنے کے لئے چالیس برس تک روتے رہے۔

اس واقعہ سے اللہ نے ہم انسانوں کو یہ تعلیم دی کہ اگر گناہ غلطی اور خطا ہو جائے تو

اپنے باپ آدمؑ کی نقل میں اللہ سے رجوع ہوکر اپنے گناہ کی معافی مانگنا چاہئے، گناہ اور نافرمانی کر کے شیطان کی روِش اختیار نہ کرنا، ورنہ اللہ کی نظر میں اس کی طرح ذلیل ورُسوا کر دئے جاؤ گے، اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کی اور ان کی خطا کو معاف کر دیا، اگر انسان شیطان کی روش اختیار کرے تو جس طرح اس کو جنت سے نکال دیا گیا اسی طرح انسانوں کو بھی جنت سے اور وہاں کی نعمتوں سے محروم کر دیا جائے گا اور ذلیل کر کے جہنم کی بے عزتی اور تکلیف کی زندگی میں ڈال دیا جائے گا۔

ابلیس نے حضرت آدمؑ کی قبر کو بھی سجدہ کرنے سے انکار کیا

تلبیس ابلیس میں ہے کہ ایک مرتبہ ابلیس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مل کر کہا: موسیٰ! اللہ نے تم کو اپنا رسول بنا کر برگزیدہ بنایا اور تم سے کلام کرتا ہے، میں بھی خدا کی مخلوق میں شامل ہوں، مجھ سے ایک گناہ سرزد ہوگیا تھا، اب میں توبہ کرنا چاہتا ہوں، آپ میرے پروردگار عزوجل کے پاس میری سفارش کیجئے کہ وہ میری توبہ قبول کرلے، حضرت موسیٰؑ نے اللہ سے دعاء کی، حکم ہوا کہ اس کو کہیں: آدمؑ کی قبر کو سجدہ کرے، تو تیری توبہ قبول ہوگی، شطان نے سجدے کرنے سے انکار کیا اور غصہ میں آ کر کہنے لگا کہ جب میں نے آدمؑ کو ان کی زندگی میں سجدہ نہیں کیا تو اب مرنے پر کیوں سجدہ کروں گا۔

پھر اس سفارش کا احسان ادا کرنے کے لئے حضرت موسیٰؑ سے کہا: تمہارا مجھ پر ایک حق آ گیا، میں انسان کے پاس تین حالتوں میں آ کر ہلاک کرتا ہوں، ایک غصہ میں' اس وقت اس کے خون کے ساتھ دل، دماغ، آنکھوں اور رگوں میں دوڑتا رہتا ہوں، دوسرے جہاد میں' عین وقت پر جب آدم کا بیٹا کفار سے مقابلہ کرتا ہے تو اس کے بال بچے بیوی اور گھر والوں کو یاد دلاتا ہوں، یہاں تک کہ وہ جہاد سے بھاگ جائے، تیسرا نامحرم عورت کے پاس اکیلے میں بیٹھنے والے مرد کو برائی سکھا کر زنا کی طرف مائل کرواتا ہوں، میں بذات خود ان دونوں کے بیچ میں ہوتا ہوں یہاں تک کہ ان کو فتنے میں ڈال دیتا ہوں۔

اللہ نے نیک بندوں کو اس سے حفاظت کے لئے خاص کلمات سکھائے

جیسے ہی شیطان نے حضرت آدمؑ کی اولاد کو بہکا کر ناشکرا ثابت کا خیال اظہار کیا تو اللہ نے اپنی عزت اور بزرگی کی قسم کھا کر کہا کہ میں اپنے فرمانبردار بندوں میں جن پر میری رحمت ہوگی ان کو خاص کلمات سکھادوں گا، جس کی وجہ سے میں ان کی حفاظت کروں گا اور وہ تیرے قابو میں نہ آسکیں گے جب وہ ان کلمات کے ذریعہ مجھے پکاریں گے اور مدد مانگیں گے میں ان کی مدد کروں گا اور تجھے ان پر قابو پانے نہ دوں گا۔

چنانچہ اللہ نے ایمان والوں کو شیطان سے محفوظ رہنے اور اس کی گمراہی سے بچانے کے لئے تعوذ اور تسمیہ کے کلمات پڑھنے کی تعلیم دی، اسی طرح کا **لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ** پڑھنے، آیۃ الکرسی پڑھنے، اذان کے کلمات ادا کرنے، اقامت کے الفاظ ادا کر کے اللہ سے مدد مانگنے کی تعلیم دی، شیطان کے بہکانے میں ایمان کو تازہ کرنے کے لئے **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه** کا ورد کرنے کی تعلیم، ان کلمات سے شیطان کی پوری طاقت فنا ہوجاتی ہے، رحمت کے فرشتے انسان کی حفاظت کے لئے آجاتے ہیں، اور انسان گناہ کی طرف مائل نہیں ہوتا۔

ہر روز شیاطین آسمانوں کی طرف چڑھتے اور فرشتوں کی گفتگو سننا چاہتے ہیں، فرشتے انہیں نیزے مار مار کر آسمان سے زمین کی طرف بے عزتی کے ساتھ بھگادیتے ہیں، جو ہمیں ہر روز تارے ٹوٹتے ہوئے انگارے نظر آتے ہیں جس کو ہم شہاب ثاقب سمجھتے ہیں کوئی تارہ نہیں ٹوٹتا بلکہ وہ شیاطین کو آگ کے شعلوں سے مار کر بھگاتے ہیں، پھر یہ شیاطین زمین پر آکر آسمان سے فرشتوں کی گفتگو سن کر اس میں کچھ جھوٹی باتیں مزید ملا کر اپنے آقاؤں، عاملوں، پیشواؤں اور پنڈتوں کو بتلاتے ہیں، جس کو انسان غیب کی خبریں سمجھتا ہے۔

ہر زمانہ کے وہ انسان جنہوں نے شیطان کی روش اختیار کی وہ ذلیل ہوئے

دنیا کی زندگی میں انسانوں کی زندگی گواہ ہے کہ جب بھی انسان شیطان کی دعوت پر چلا، اللہ کو ماننے سے انکار کیا اور اپنی حماقت سے نافرمانی وبغاوت اختیار کیا وہ ذلیل وبرباد اور ناکام ہوگیا، قوم عاد، قوم ثمود، فرعون، نمرود، ہامان، قارون، شداد، ابوجہل، ابولہب، عتبہ شیبہ

وغیرہ اسی غرور وتکبر کی وجہ سے ذلیل وخوار ہوئے اور ذلت کے ساتھ دنیا سے ناکام چلے گئے۔

اللہ تعالیٰ شیطان سے بچانے کے لئے پیغمبروں کو دنیا میں بھیجتا رہا

جب شیطان اللہ سے انسانوں کو گمراہ کرنے کی اجازت لیکر زمین پر آیا تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے پہلے ہی دن سے انسانوں کو اس کی گمراہی سے بچانے کے لئے اور صحیح راستے کی ہدایت کے لئے پیغمبروں کا انتظام کیا، تاکہ انسان شیطان کی دھوکہ بازیوں، گمراہیوں اور بہکاوے سے محفوظ رہے اور انسان کو صحیح وغلط راستے کی تعلیم ملتی رہے۔

شیطان انسانوں کو جہنم والے راستے پر چلانا چاہتا ہے، پیغمبر انسانوں کو جہنم سے بچا کر جنت والے راستے کی دعوت دیتے ہیں، شیطان چاہتا ہے کہ آدم کی زیادہ سے زیادہ اولاد جہنم میں چلی جائے، وہ جس دن سے دنیا میں آیا ہے اس تاریخ سے کبھی اپنی دشمنی سے غافل نہیں رہا، اور کبھی کسی انسان کے ساتھ خیر خواہ وہمدرد نہیں بنا، ہر زمانہ میں انبیاء کی دعوت کے خلاف انسانوں کو بہکایا، اور اللہ کا نافرمان اور باغی بنایا، اور آج تک باغی بناتا جارہا ہے، اگر یکطرفہ طور پر شیطان کو گمراہی کی اجازت مل جاتی اور پیغمبر نہ آتے تو انسان پورے کے پورے شیطان کے دھوکہ اور فریب میں آجاتے اور ناکام ہوکر دنیا سے جاتے، گویا پیغمبروں کے ذریعہ شیطان سے بچانے کا انتظام کیا گیا۔

پیغمبروں کی آمد سے دنیا میں انسانوں کی دو جماعتیں بن گئیں

پیغمبروں کی دعوت دینے اور ان کی دعوت قبول کرکے ہر زمانے میں انسانوں میں کچھ لوگ ایمان والے بن گئے، اس طرح وہ غلط راستے کو چھوڑ کر جنت والے راستے پر زندگی گذارے، ان ایمان والوں کو حزب اللہ یعنی اللہ کی جماعت کہا گیا اور جو لوگ پیغمبر کا انکار کرکے ایمان قبول نہیں کئے، شیطان کے بہکاوے میں آگئے اور جہنم کے راستے پر زندگی گذاری ان کافر، مشرک اور منافق انسانوں کو حزب الشیطان یعنی شیطان کی جماعت کہا گیا، اس لئے انسان کو سوچنا چاہئے کہ وہ اللہ کی جماعت کا فرد ہے یا شیطان کی جماعت کا فرد

ہے؟ شیطان سے بچنے کے لئے انسان اللہ کی جماعت کے ساتھ رہے۔ (المجادلہ:١٩)

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے اور جو کوئی جماعت سے الگ ہو تو شیطان اسی کے ساتھ ہے۔

☆ حضرت اسامہ بن شریکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے، بس جب ان سے کوئی چھوٹ کر الگ ہوا اُسی کو شیاطین اچک لیتے ہیں، جیسے بھیڑیا گلّہ سے الگ بھٹکی ہوئی بکری کو اچک لیجاتا ہے۔ (اللہ کے ہاتھ سے مراد اللہ کی حفاظت ورحمت ہے۔)

باغی اور سرکش انسانوں کو شیطان سے تشبیہ کیوں دی جاتی ہے؟

شیطان چاہتا ہے کہ انسان اللہ کو نہ مانے، باغی بن کر اللہ کی نافرمانی کرے، شرک، کفر، منافقت اور فسق وفجور میں مبتلا رہے، پیغمبر اور کتاب الٰہی کے احکام کے خلاف چلے، چنانچہ جو لوگ اس کی جماعت سے تربیت پاتے اور اس کی ترغیبات پر چلتے ہیں وہ اس کے نمائندے بن کر دنیا کے دوسرے انسانوں کو اللہ کی بغاوت سکھاتے ہیں اور اللہ کا باغی بنانے کی محنت کرتے ہیں، برائی کا حکم کرتے ہیں، اچھائی سے روکتے ہیں، فساد مچاتے ہیں، ہر قسم کے گناہ کرواتے ہیں، بے حیائی و بے شرمی میں ملوث بھی رہتے ہیں اور بے حیائی پھیلاتے اور اچھائی سے روکتے بھی ہیں، گویا شیطان جو محنت کرتا ہے یہ لوگ اس کے نمائندہ اور چیلے بن کر انسانی شکل وصورت میں شیطان بنے رہتے ہیں، اس لئے انہیں شیطانوں سے تشبیہ دی جاتی ہے، یہ لوگ نیکی سے دور برائی اور گناہ کے عاشق ہوتے ہیں۔

حکیم الاسلام قاری محمد طیب قاسمیؒ نے خطبات میں ایک مزاحیہ واقعہ بیان کیا ہے:

''ایک دن لوگوں نے دیکھا کہ ایک شخص کمبل اوڑھے بیچ سڑک پر اطمینان سے سو رہا ہے، لوگوں نے اس کو بیوقوف خیال کیا کہ اس کو موت کا ڈر نہیں، پڑا سو رہا ہے، اٹھایا اور پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں شیطان ہوں، لوگوں نے کہا تیرا کام تو انسانوں سے

دشمنی رکھ کر بہکانا اور دھوکہ دینا ہے، پھر یہاں کیوں سو رہا ہے؟ اس نے کہا ہم نے محنت کر کے انسانوں میں ایسے نمائندے اور چیلے تیار کر دئے ہیں جس کی وجہ سے اب ہم کو زیادہ محنت کی ضرورت ہی نہیں پڑ رہی ہے، ہمارا سارا کام انسانوں کو جہنم کی طرف لیجانے کا وہی انسان کر رہے ہیں، وہ انسان کی شکل میں ہمارے ساتھی شیطان بن گئے ہیں، ہم نے ان کو اتنا گمراہ کیا ہے کہ وہ علم کے بغیر عمل کر رہے ہیں اور وہ توحید کو اختیار کرنے کا زبانی دعویٰ تو کرتے ہیں مگر نہ توحید سے واقف ہیں اور نہ شرک سے، ان کو ہم نے توحید اور شرک کا ملا جلا عقیدہ سکھا کر نفسانی خواہشات پر چل کر نفس کو خدا ماننا سکھا دیا ہے، وہ خود دین کی شکل اپنے عمل سے بگاڑ رہے ہیں اور اسی کی دعوت انسانوں کو دے رہے ہیں۔

شیطانوں کے دنیا میں رہنے کی جگہ مختلف ہوتی ہے

تفسیر ابن کثیر جلد:۵، صفحہ:۵۰۶ رمیں ہے کہ شیاطین زیادہ تر صحراء، گھنے جنگلوں، چٹیل میدانوں، پہاڑوں، غاروں، ریگستانوں، درختوں کی ڈالیوں اور ویران مقامات، قبرستانوں اور دریاؤں میں رہتے ہیں، اس کے علاوہ ناپاک اور شرکیہ مقامات، زنا کے اڈّوں، جوا اور شراب خانوں، ناچ گانے کی جگہوں پر بھی رہتے ہیں۔

مسلم کی روایت میں ہے کہ وہ اپنا تخت و تاج پانی پر بھی رکھتا ہے، وہیں سے شیطانوں کی مختلف جماعتیں لوگوں کو بھٹکانے کے لئے روانہ کرتا ہے۔

شیاطین اور ناپاک جنات ناپاک مقامات پر بسیرا کرتے ہیں، ایمان والوں کو بیت الخلاء جانے سے پہلے باہر ٹھہر کر شیطان سے حفاظت کی دعاء پڑھنے کی تعلیم دی گئی،

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ مِنَ الۡخُبُثِ وَ الۡخَبَائِثِ. ''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں سرکش اور خبیث مرد و عورت جنات سے۔ (الفتح الربانی)

اس دعاء کے پڑھنے کے بعد انسان اور شیطان کے درمیان پردہ حائل ہو جاتا ہے، وہ انسان کو دیکھ نہیں سکتا، بیت الخلاء جاتے وقت سر کو ڈھانک کر جانا سنت ہے،

شیطان انسان پر بالوں ہی سے سوار ہوتا ہے۔

جب ابلیس کو زمین پر اتار دیا گیا تو اس نے اللہ تعالیٰ سے چند چیزوں کو مانگا، ان میں پہلی مانگ یہ تھی کہ اے اللہ! میرے لئے کوئی مخصوص گھر مقرر فرمادے، تو اللہ نے اس کے لئے غسل خانہ اور بیت الخلاء مقرر کردیا، اس لئے مسنون دعاء بتلائی گئی۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ایک بڑے مقام ومرتبہ کے صحابی تھے، وہ قبیلۂ خزرج کے سردار تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کا بڑا مقام تھا، ان کی وفات کا عجیب وعبرتناک واقعہ ہے، وہ غسل کے لئے حمام میں داخل ہوگئے، پھر نہیں نکلے، جب لوگوں نے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ غسل خانہ ہی میں ان کی موت واقع ہوگئی، اور اسی میں ان کی نعش پڑی ہوئی ملی، اور یہ بھی عجیب بات ہے کہ جس دن ملک شام میں ان کی وفات کا یہ حادثہ پیش آیا اسی دن مدینہ منورہ کے ایک کنویں سے زور کی آواز کے ساتھ اشعار کے یہ الفاظ سنائی دے رہے تھے: ’’ہم نے قبیلہ خزرج کے سردار سعد بن عبادہؓ کو قتل کردیا اور ہم نے ان کو ایک تیر سے مارا ہے، بس ہم نے ان کے دل کو ٹھکانے بنانے میں خطا نہیں کی۔‘‘

ان اشعار کے سننے کے وقت چاروں طرف دیکھا گیا کہ پڑھنے والا کون ہے؟ مگر کوئی نظر نہیں آرہا تھا، اور نہ نظر آنے کی وجہ یہی تھی کہ ان اشعار کا پڑھنے والا سرکش جن ہی تھا۔ (اسد الغابہ معرفۃ الصحابہؓ:۲/۲۰۶، الاستیعاب:۲/۱۶۴، المعجم الکبیر:۶/۱۶، حدیث:۵۳۵۹)

اس لئے غسل خانہ میں بھی داخل ہوتے وقت وہی دعاء پڑھی جائے جو بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت پڑھی جاتی ہے تاکہ ابلیس کی شرارت اور سرکش جنات کی خباثت سے محفوظ رہیں۔

مشرکین ڈر کر جنات کی پرستش کرتے ہیں

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں جاہلیت کے زمانے میں جب عرب کسی سنسان وادی میں رات گذارتے تھے تو پکار کر کہتے ’ہم اس وادی کے مالک جن کی پناہ مانگتے ہیں‘، پانی

اور چارہ کے لئے بھی کہیں اُترتے تو پکار پکار کر کہتے ہیں کہ 'ہم اس وادی کے رب کی پناہ مانگتے ہیں تاکہ ہم یہاں پر آفت سے محفوظ رہیں'۔

ان کا عقیدہ یہ تھا کہ ہر غیر آباد جگہ کسی نہ کسی جن کے قبضہ میں ہے، اس کی پناہ مانگے بغیر وہاں کوئی نہیں ٹھہر سکتا، وہاں ٹھہر جائیں تو جنات ستاتے ہیں، ان کا انسانوں کے اس عمل سے دماغ خراب ہوگیا، کہ زمین کا خلیفہ اللہ سے مدد مانگنے اور ڈرنے کے بجائے ہم سے مدد مانگ رہا ہے اور ڈر رہا ہے، ہماری پناہ مانگ رہا ہے، شیطان کو کوئی معبود نہیں مانتا، مگر اس کے آگے مراسمِ پرستش ادا کرتا ہے، اس کو الوہیت کا درجہ دیتا ہے، آج بھی غیر مسلم یہ عمل کر کے دریاؤں، سمندروں، درخت کی ٹہنیوں اور غاروں پر چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔

ایمان والے ایسے مقامات پر جائیں تو اللہ کی پناہ مانگیں اور شیاطین و جنات کے شر سے بچنے کے لئے اللہ سے مدد مانگیں، لاحول ولاقوۃ الا باللہ، اذان یا آیت الکرسی یا قرآن واحادیث کی دعائیں پڑھتے رہیں۔

ایک دوسری صورت یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کو شیطان کے حوالے کر دیتا ہے، جدھر وہ لیجائے ادھر چلا جاتا ہے، گویا انسان اس شیطان کا بندہ ہے اور وہ اس کا خدا ہے۔

ابلیس نے زمین پر آنے کے بعد چند چیزیں خاص طور پر مانگی

زمین پر آنے کے بعد ابلیس نے اللہ تعالیٰ سے حسب ذیل درخواست کی۔

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابلیس کو جب زمین پر اتارا گیا تو اس نے اللہ سے درخواست کی کہ اے میرے رب! تو نے مجھے زمین پر اتار دیا ہے اور تو نے مجھے مردود بنا دیا، لہٰذا میرے لئے ایک گھر مقرر کر دیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حمام اور غسل خانہ تیرا گھر ہے، ابلیس نے کہا میرے لئے ایک جگہ مقرر کر دیں، تو اللہ نے فرمایا: بازار اور راستوں کے چوراہے تیرے بیٹھنے کی جگہیں ہیں، میرا مخصوص کھانا مقرر کر دیں، تو اللہ نے فرمایا: وہ تیرا کھانا ہے جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو،

ابلیس نے کہا میرے لئے پینے کی چیز مقرر کردیں، تو اللہ نے فرمایا: ہر نشہ آور چیز تیرے پینے کی چیز ہے، ابلیس نے کہا: میرے لئے ایک آواز اور اعلان کی چیز مقرر کردیں، تو اللہ نے فرمایا: موسیقی تیری آواز ہے، ابلیس نے کہا: میرے لئے خاص پڑھنے کی چیزیں مقرر کردیں، تو اللہ نے فرمایا: شعر وشاعری تیرے پڑھنے کی چیز ہے، ابلیس نے کہا: میرے لئے لکھنے کی چیز مقرر کردیں، اللہ نے فرمایا: گودنا گدوانا تیرے لکھنے کی چیز ہے، ابلیس نے کہا: میرے لئے مخصوص گفتگو اور بات چیت مقرر کردیں، تو اللہ نے فرمایا: جھوٹ ہی تیری خاص قسم کی گفتگو اور بات چیت رہے گی، ابلیس نے کہا: میرے لئے شکار کا ذریعہ مقرر کردیں، تو اللہ نے فرمایا: تیرے شکار کا ذریعہ عورتیں ہیں۔ (المعجم الکبیر: ۲۰۷/۸، حدیث: ۷۸۳۶۔ مجمع الزوائد: ۱۱۹/۸)

بازار اور راستے شیطانوں کے بیٹھنے کی جگہیں ہیں

بازار شیطانوں کے برائی کے پیدا کرنے کی جگہ ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسیؓ سے فرمایا: اگر ہو سکے تو تم بازار میں نہ سب سے پہلے جاؤں اور نہ آخر میں وہاں سے نکلو، اس لئے کہ شیطان کے دھوکہ اور مکر وفریب کی جگہ بازار ہے۔ (صحیح مسلم)

ابلیس اپنی مجلس بازاروں میں لگاتا ہے، بازار میں تاجر کو دھوکہ سے مال فروخت کرنے اور جھوٹی قسمیں کھا کر مال کا عیب چھپا کر فروخت کرنے، مصنوعی مال اور ملاوٹ کا مال فروخت کرواتا ہے، تاجروں میں ایک دوسرے سے حسد، جلن، بغض وعداوت پیدا کرواتا ہے، وعدہ خلافی اور حسد وجلن کے ذریعہ آپس میں لڑواتا ہے، تاجروں کو کم تولنے اور زیادہ لینے کی ترغیب دیتا ہے، اُدھار مال لیکر ڈبونے اور مال دبانے اور دیوالیہ کا بہانہ سکھاتا ہے، بازار میں شراب کی دُکانیں اور سودی کاروبار پھیلاتا ہے، جسم فروشی اور زنا کاری کو عورتوں کے ملنے جلنے کا ذریعہ بناتا ہے، ناچ گانے، ڈراموں کو وقت کی بربادی کے مراکز قائم کرتا ہے، بے حیائی، بے شرمی اور بے پردگی کے ساتھ عورتوں کو بازاروں

میں پھرا کر زنا اور بے حیائی کی دعوت دلواتا ہے۔

ہر نشہ آور چیز ابلیس کا مشروب ہے!

نشہ میں سب سے زیادہ نشہ پیدا کرنے والی چیز شراب، ہیروین، گانجہ اور افیون ہے، شراب کو گناہوں کی ماں کہا گیا، انسان شراب پینے کے بعد اپنی عقل سے محروم ہو جاتا ہے اور ہر قسم کے گناہ کے لئے بہک جاتا ہے، چنانچہ شیطان انسان کو شراب کا مزہ لگا کر نشہ کا عادی بنا دیتا ہے اور پھر حالت نشہ میں ہر قسم کی ذلت میں مبتلا کر دیتا ہے، شرابی کو شراب پلا کر اس کے لئے بہن، بیٹی اور بیوی کے فرق کو ختم کر دیتا ہے، گالی گلوج کرواتا ہے۔

زنا کرنے قتل کرنے فساد برپا کرنے والے حالت نشہ میں یہ سب کام اور شیطانی حرکتیں کرتے ہیں، ناچنے گانے والوں، جسم فروشی کرنے والوں کو بھی نشہ ہی کی عادت ڈال کر گناہوں میں مبتلا کرتا ہے، انسانوں میں حالت نشہ کے ذریعہ لڑائی جھگڑے کرواتا ہے اور گھر کی عورتوں کی پٹائی و بے عزتی کا عادی بنا دیتا ہے، اس کو یہ بات معلوم ہے کہ نشہ کرنے کے بعد انسان عقل کا استعمال نہیں کرتا اور اللہ کی نافرمانی و بغاوت آسانی سے کرتا ہے، شراب پلا کر راستوں میں ہوش ختم کر کے بے عزتی کے ساتھ مٹی میں لت پت کر دیتا ہے۔

تقریباً مغربی ممالک میں سردی کا احساس دلا کر ہر فرد کو شراب پینا ضروری تصور کروا دیا ہے اور وہاں شراب ہر گھر میں پانی کی طرح پینے کو عام کر دیا، مردوں کو تو گرم لباس پہنا کر محفوظ رہنے کا طریقہ بتلایا' مگر عورتوں کو شراب پلا کر ننگے اور نیم برہنہ رہنے، نشہ میں سیکس کا اظہار کرنے اور مردوں کو اپنی طرف زنا کے لئے راغب کرنے کا تصور دے دیا، نائٹ کلبوں، ہوٹلوں اور باروں میں شراب کا مزہ منہ سے لیکر گرمی پیدا ہونے کا احساس کروا کر شرم گاہ سے مزہ اٹھانے کے لئے عورتوں کو شراب پلا کر مردوں کی آنکھوں کو ناچ گانوں اور نیم برہنہ ہو کر مزہ دینے کا طریقہ سکھا دیا۔

موسیقی اور گانے ابلیس کی آواز ہے

اللہ نے موسیقی اور گانے بجانے کو شیطانوں کی آواز بتا دیا، موسیقی سے انسان اپنے

ہوش وحواس کھو دیتا ہے، جو لوگ اس کے عادی ہو جاتے ہیں، وہ موسیقی ناچ گانے سنے اور دیکھے بغیر وقت نہیں گذار سکتے، شیطان نے انسانوں کو بہکانے کے لئے ٹی وی، موبائل اور انٹرنیٹ کے ذریعہ موسیقی گانے بجانے کو دنیا کے ہر گھر میں داخل کر کے انسانوں کو اللہ سے غافل کر دیا، اور آنکھوں اور کانوں کے زنا میں مبتلا کر دیا۔

با قاعدہ تجارتی سامان کی طرح ناچ گانے والوں اور ان کے آلات کی انڈسٹری قائم کروادیا، اور موسیقی کے آلات ہر انسان کے ہاتھوں میں پہنچادیا، فلم انڈسٹری کے نام پر پوری دنیا میں خوبصورت عورتوں اور مردوں کو موسیقی، ناچ گانوں، ڈراموں اور فلموں کے ذریعہ انسانوں کو اللہ سے غافل بن کر زندگی گذارنا سکھا دیا' یہاں تک کہ انسان اپنی خوشی کی محفلوں اور شادی بیاہ کی تقاریب بغیر موسیقی وباجوں کے ادا نہیں کر سکتا، موسیقی انسان کے ذہن و دماغ کو مفلوج کر دیتی ہے اور وہ ہوش کھو کر بے تحاشا آپے سے باہر ہو کر ناچنا شروع کر دیتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے دو فاجر احمق آوازوں سے منع کیا گیا، ایک وہ آواز جو نعمت اور خوشی کے وقت لہو ولعب اور شیطان کے باجے کے ساتھ ہوتی ہے، دوسری وہ آواز جو موت اور مصیبت کے وقت چہرے نوچنے، گریبان پھاڑنے اور شیطان کی آہ و بکاء کے ساتھ نکلتی ہے۔ (موارد الظمآن، جلد:۳)

ابلیس کے پڑھنے کی چیز بے حیائی و بے شرمی والی اور شرکیہ شاعری ہے!

انسانوں میں اکثر انسان شاعر بن کر شیطان کے بہکاوے میں ایسی شعر وشاعری کرتے ہیں جس میں نعوذ باللہ خدا کو بھی عورت کا دیوانہ بتلاتے ہیں یا مخلوق کو خدا سے بڑا بنا دیتے ہیں یا شاعری کے ذریعہ جھوٹی باتیں پھیلاتے ہیں، اور اشعار میں خدا سے بڑھ کر مخلوق کی تعریف کرتے ہیں، یا عورت کی محبت میں جان مال لُٹا دینا سکھاتے ہیں، یا عشق و عاشقی کے اشعار سے انسانوں کے ذہنوں کو زنا میں مبتلا کر دیتے ہیں، یا خلوت کی باتیں شیطان ان کو اشعار میں بیان کروا دیتا ہے۔

شاعر حالت نشہ میں گندی شاعری کرتے ہیں، بعض عورتیں بھی شاعرہ بن کر مردوں کو اپنے مخصوص کلام سے متوجہ کرنے کے لئے عشق و عاشقی کے اشعار کہتی ہیں، مرنے والوں کی محبت میں اشعار لکھ کر رات دن پڑھتے اور غم میں مبتلا رہتے ہیں، گویا شیطان ان کی زبان سے گناہ کے اشعار ادا کرواتا ہے، قرآن مجید میں باقاعدہ ایک سورہ شاعروں کے نام سے ہے۔

انسان کا گفتگو میں جھوٹ بولنا شیطان کی گفتگو ہے

اللہ تعالیٰ نے شیطان کی درخواست پر بات چیت اور گفتگو میں جھوٹ بولنا شیطان کا کلام رکھا، شیطان اپنی جماعت کے ہر فرد کو بات بات پر جھوٹ بولنا سکھاتا ہے اور ایک جھوٹ کے لئے کئی جھوٹ بولنے لگاتا ہے، جھوٹی گواہی، جھوٹے مقدمات، جھوٹے وعدے، بے ایمانی کے کام یہ سب شیطانی گفتگو کے کام ہیں، وہ خود جھوٹا ہے اور اپنے چیلوں کو جھوٹ کا عادی بناتا ہے، خاص طور پر منافقوں کو جھوٹ کا عادی بناتا ہے اور مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے بظاہر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنا سکھاتا ہے، جھوٹ بول کر لوگوں کو دھوکہ دینا سکھاتا ہے، شیطان کے چیلوں میں زیادہ تر سیاست دان، لیڈر، قوم کے پیشوا ہوتے ہیں، اکثر لوگ عام بات چیت میں بھی بڑائی جتانے اور کسی بات کو بڑھا چڑھا کر بولنے کے لئے جھوٹ بولتے رہتے ہیں۔

شیطان نے ام المؤمنین حضرت عائشہؓ صدیقہ پر حضرت صفوانؓ کے ساتھ جو قافلہ کے پیچھے آرہے تھے، عبداللہ بن ابی کے ذریعہ تہمت لگا کر عائشہؓ صدیقہ کو بدنام کیا، اور پھر لوگوں میں جھوٹا پروپیگنڈہ کر کے اپنے ساتھیوں سے جھوٹ کو عام کیا، نیز منافق سردار عبداللہ بن ابی اور اس کے ذریعہ غلط خیالات پیدا کر کے حضرت عائشہؓ کو رات کے وقت چھوٹ جانے اور اکیلے حضرت صفوان کے اونٹ پر ساتھ آنے کا غلط پروپیگنڈہ کروایا، اور پھر اس پروپیگنڈے نے حضرت مسطح بدری صحابیؓ جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے رشتہ دار تھے اور منافقوں کو بھی اس جھوٹے الزام میں شریک کروادیا۔

غرض معاشرتی زندگی میں انسان شیطان کی چالوں سے واقف نہ رہنے کی وجہ سے ہزاروں باتیں عام ہوجاتی ہیں اور لوگ بغیر تحقیق کئے ان باتوں کا شکار ہوجاتے ہیں۔

شیطان نے حضرت آدمؑ کو جھوٹ بول کر دھوکہ دیا

حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ اپنے خطبات میں بیان کرتے ہیں:

''شیطان نے حضرت آدمؑ کو جھوٹ بول کر غلط بیانی سے یہ تاویل دی کہ اب تمہارا معدہ اس نعمت کو ہضم کرنے کے قابل ہوگیا، اس کی خاصیت یہ ہے کہ جو اس درخت کا پھل کھائے گا وہ ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہے گا، جنت سے نہیں نکل سکے گا، اس نے جھوٹ بولتے ہوئے یہ کہا یہ اللہ کا حکم ہمیشہ کے لئے نہیں ہے' ایک خاص وقت کے لئے تھا، اللہ کی قسم کھا کھا کر اپنے آپ کو ان کا خیر خواہ بتا کر کہا کہ اگر نہیں کھاؤ گے تو ممکن ہے جنت سے نکلنا پڑے گا، حضرت آدمؑ اس کے قسم کھانے کی وجہ سے دھوکہ میں آگئے، نیک انسان کی فطرت بھی یہ ہوتی ہے کہ اگر کوئی انسان اس کے سامنے اللہ کا نام لیکر جھوٹ بول کر قسم بھی کھائے تو وہ اس پر اعتماد کر کے دھوکہ کھا جاتا ہے، وہ خود سچا ہونے کے ناتے دوسرے کو بھی سچا سمجھتا ہے، حضرت آدمؑ نے بھی یہی سمجھا کہ شاید پھل نہ کھانے کی ممانعت ابدی نہ ہو۔

حضرت آدمؑ نے شیطان کے فریب میں آکر غلط فہمی میں خطا کی

گناہ کہتے ہیں جان بوجھ کر کسی حکم کی خلاف ورزی کرنا، مگر حضرت آدم علیہ السلام جان بوجھ کر اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے سے پاک تھے، انہوں نے شیطان کے فریب اور جھوٹ سے دھوکہ کھایا، لغزش ہوگئی، صورۃً اور حقیقۃً گناہ نہیں بلکہ غلط فہمی میں مبتلا ہوئے، یا یوں کہئے کہ غلط فکری سے اجتہادی غلطی وخطا ہوگئی، مگر اس غلطی کا منشاء غرور وتکبر نہیں تھا، نہ جان بوجھ کر غلطی کی، خود کہتے ہیں کہ میں اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کیسے کروں؟ گویا ان کی لغزش کی وجہ حرص اور غلط فہمی تھی، اس غلطی پر چالیس سال تک روتے رہے۔

شیطان نے اللہ کی نافرمانی' غرور وتکبر کی بنیاد پر کی، اس نے اللہ کے حکم کے

مقابلے تکبر اور بحث اختیار کیا، جب اس کو اللہ نے حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو، تو اس نے کہا کہ میں آدم کے سامنے سجدہ کیوں کروں؟ آپ کا حکم خلافِ فطرت ہے، آپ نے مجھے آگ سے بنایا اور آدم کو مٹی سے بنایا، آگ کی فطرت ہے سر اونچا رکھے اور مٹی کی فطرت ہے پست رہے، تو آپ نے سربلند ہونے والے کو پست کے سامنے ذلیل ہونے کا حکم کیوں دیا؟ میں اونچا ہوں! اس پست کے آگے کیسے جھک جاؤں۔ (خطبات حکیم الاسلامؒ)

عیسائی لوگ انسانوں کو یہ کہہ کر گمراہ کرتے ہیں کہ انسان کے باپ نے گناہ کیا، اس لئے اس کی ساری اولاد گنہگار ہے، اللہ نے انسانوں کو گناہ سے بچانے اور پاک کرنے کے لئے حضرت عیسیٰؑ کو جو اللہ کا بیٹا ہے سولی پر چڑھادیا، اور انسانوں کو گناہ سے پاک کیا، اس لئے تم بھی عیسیٰ کو خدا کا بیٹا مانو اور نجات حاصل کرلو۔

غور کیجئے کہ کیا انسان دنیا کی زندگی میں اگر کوئی ایک انسان گناہ کرے تو دوسرے انسان کو سزاء دیتا ہے؟ یہ تو انصاف کے خلاف ہے، جب انسان خود اس طرح کا عمل نہیں کرتا تو ان کا خالق و مالک ایسا کیوں کرے گا؟ یہ گمراہ اور غلط تصور ہے، کوئی بھی انسان پیدائشی گنہگار پیدا نہیں ہوتا، انسان کوئی نیک یا بد عمل کرنے کے بعد ہی اس عمل کا ذمہ دار بنتا ہے، شیطان نے انسانوں کو اس طرح گمراہ کر کے شرک میں مبتلا کردیا۔

شیطان چوری کروا کر دوسروں پر جھوٹا الزام لگانا سکھاتا ہے

مدینہ منورہ ہجرت کے بعد ابتدائی زمانے میں اسلام مدینہ میں نیا نیا قدم جمارہا تھا، انصار کے قبیلے مکہ سے آنے والے مہاجرین کو سہارا دے رہے تھے، انصار ہی مسلمانوں کے سب سے بڑے حمایتی اور مددگار تھے اور مسلمانوں کو بھائی بنا کر پناہ دے رہے تھے، یوں سمجھئے کہ مسلمانوں کی حفاظت کے لئے اصل مددگار اور فوج انصاری ہی کی تھی، بہت سے مسلمان نئے نئے اسلام میں داخل ہو رہے تھے، ان کی تربیت ابھی جاری تھی، مکمل نہیں ہوئی تھی، ان میں بعض ایمان لانے کے ساتھ ساتھ زمانۂ جاہلیت کے مزاج اور خرابیوں کو ابھی

پوری طرح ختم نہیں کر پائے تھے اور منافقین سے رشتہ داری، دوستی اور دیگر تعلقات کی بناء پر ان سے نرم گوشہ رکھتے تھے، ان کی کھلم کھلا اسلامی احکام کی مخالفت اور نافرمانیوں کو جان بوجھ کر نظر انداز کرتے رہتے تھے، تاکہ مخالفت نہ ہونے پائے اور دشمنیاں ختم ہو جائیں۔

دوسری طرف یہود اور منافقین ہر طرح سے اسلام اور مسلمانوں کے دشمن بنے ہوئے تھے، مکہ کے مشرکین کو حملے کرنے کی دعوت دے رہے تھے اور اسلام کو پھیلنے سے روکنے کے لئے مختلف قسم کے غلط پروپیگنڈے کر رہے تھے اور مختلف غلط باتوں سے مسلمانوں کے اندر اختلافات پیدا کر کے ان کے اتحاد کو توڑنے کی کوشش کر رہے تھے، وہ انصار میں مہاجرین سے لڑائی جھگڑا پیدا کروانا چاہ رہے تھے۔

ان حالات میں مسلمانوں کو بڑی احتیاط کے ساتھ رہنا اور اختلافات کو بڑھنے نہ دینا اور اتحاد کی ہر ممکن کوشش کرنا بہت ضروری تھا، اس لئے کہ وہ پوری طرح مدینہ پر کنٹرول حاصل نہیں کئے تھے، اور بہت سے مسلمان مختلف دوسرے علاقوں میں مقیم تھے، ان حالات میں یہ واقعہ پیش آیا اور یہ آیات نازل ہوئی۔

إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللّٰهُ وَلاَ تَكُن لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْماًo وَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوراً رَّحِيْماًo (النساء:۱۰۵،۱۰۶)

ترجمہ: <u>ہم نے یہ کتاب حق کے ساتھ تمہاری طرف نازل کی ہے تاکہ اللہ نے جو راستہ تمہیں دکھایا ہے اس کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو اور خیانت کرنے والوں کے لئے بحث کرنے والے نہ بنو، ان کی وکالت نہ کرو، اللہ کو ایسا انسان پسند نہیں جو خیانت کرے اور گناہ پسند کرتا ہے۔</u>

ان آیات کا شانِ نزول یہ ہے کہ انصارِ مدینہ میں ایک خاندان بنو ابیرق کے نام سے مشہور تھا، ان کے بہت سے لوگ ایمان لائے اور سچے مسلمان بن گئے، اسی خاندان کا ایک فرد جس کا نام ترمذی اور حاکم کی روایت کے مطابق بشیر تھا' وہ بظاہر مسلمان تھا مگر اصلاً منافق تھا، وہ شیطان کا ساتھ دیتے ہوئے اکثر صحابہؓ کی توہین میں اشعار لکھ کر دوسرے

عربوں کے نام سے پھیلا دیتا تھا۔

ایک دن اس نے حضرت قتادہ بن نعمانؓ کے چچا حضرت رفاعہؓ کے گھر میں چوری کی، اس زمانے میں مسلمانوں کے معاشی حالات کمزور اور تنگی کے تھے، لوگ زیادہ تر جو کا آٹا اور کھجور استعمال کرتے تھے، گیہوں کا آٹا مدینہ میں کم دستیاب ہوتا تھا، لوگ تجارتی سفر میں آٹا ملک شام سے لاتے اور اکثر مہمانوں کی ضیافت کے لئے محفوظ رکھا جاتا تھا، حضرت رفاعہؓ نے بھی گیہوں کا کچھ آٹا خرید کر ایک تھیلے میں اپنے اَسلحہ اور زِرہ کے ساتھ گھر کے ایک کمرے میں رکھا، بشیر کو اس کا پتہ چل گیا، وہ ایک دن موقع پا کر ان کے گھر میں ڈاکہ ڈال کر وہ تھیلا چوری کر لیا۔

حضرت رفاعہؓ نے جب دیکھا تو تھیلا چوری ہونے کی اطلاع اپنے بھتیجے حضرت قتادہؓ کو دی، سب نے مل کر بستی میں تلاش کیا، تو معلوم ہوا کہ آج رات بشیر (بنو ابیرق) کے گھر میں (تندور کی) آگ روشن تھی اور روٹی پکانے کی بو آ رہی تھی، حضرت قتادہؓ اور ان کے چچا حضرت رفاعہؓ کو پہلے ہی سے بشیر پر شبہ تھا، اسی شبہ ہی کی بنیاد پر حضرت قتادہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے زرہ، آٹا اور اسلحہ چوری ہونے کی اطلاع دی اور شبہ بشیر پر ظاہر کیا۔

جب بنو ابیرق (بشیر کے) خاندان والوں کو راز فاش ہونے اور بشیر کی چوری کی اطلاع ملی تو سب رات کے وقت جمع ہوئے اور اپنے خاندان کو بدنامی سے بچانے اور خاندان کے آدمی کو مجرم ٹھہرانے سے بچانے کے لئے ضمیر کی آواز کے خلاف شیطانی وسوسے میں یہ منصوبہ بنایا کہ زید بن سمین جو یہودی تھا اور اسلام و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت مخالف و دشمن تھا اس پر چوری کا الزام لگادو اور تھیلا بھی اسی کے گھر میں ڈال دو، اور اُسے مجرم ٹھہراؤ، اور رسول اللہ ﷺ سے کہا جائے کہ چوری یہودی نے کی ہے، ہمیں اس کا پورا علم ہو چکا ہے۔

چنانچہ بشیر اور اس کے خاندان والے شیطانی ترغیب پر اس جھوٹے منصوبے کے تحت آٹے کی بوری کو تھوڑا سا سوراخ کر کے یہودی کے گھر کے قریب آٹا گراتے ہوئے چوری کے آثار ظاہر کرتے ہوئے اس کے گھر میں ڈال دیا اور پھر اس کے خاندان کے

افراد نے رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر یہودی پر الزام لگا دیا اور کہا کہ چوری تو اصل میں یہودی نے کی ہے، ہمیں اس کے پورے آثار مل گئے ہیں، آپ ؐ ہمارے آدمی کو سب لوگوں کے سامنے اس الزام سے بری فرما دیجئے، انہوں یہ بھی کہا کہ حضرت قتادہؓ بغیر ثبوت اور گواہ کے ہمارے آدمی پر الزاز لگا کر مجرم ٹھہرا رہے ہیں، اور ایک ایسے خاندان کو بدنام کر رہے ہیں جو اسلام کا سچا دوست اور مددگار ہے۔

جب یہ بات یہودی کو معلوم ہوئی تو یہودی نے سختی سے انکار کیا اور چوری نہ کرنے پر قسم کھائی، اس پر بشیر کے خاندان والوں نے کہا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے، اس کی بات کا اعتبار نہ کیجئے، ہماری بات تسلیم کیجئے، کیونکہ ہم مسلمان ہیں، آپ یہودی کے مقابلے ہماری حمایت کیجئے، قتادہؓ کو ہمارے آدمی پر چوری کا الزام لگانے سے روکئے، پھر انہوں نے یہودی کے گھر سے آٹے کا تھیلا نکال کر حضور ﷺ کی خدمت میں پیش بھی کر دیا۔

ظاہری حالات اور بنوابیرق کے لوگوں کی گفتگو سے رسول اللہ ﷺ نے بھی یہودی کے چوری کرنے کو صحیح سمجھا، اور قتادہؓ سے کہا کہ تم بغیر ثبوت اور گواہ کے شبہ کی بنیاد پر ایسے خاندان پر چوری کا الزام لگا بیٹھے ہو جس کے اسلام اور دینداری کا چرچا ہے۔

اس پر حضرت قتادہؓ کو بڑا افسوس ہوا کہ حضور ﷺ سے ڈانٹ سننی پڑی، انہوں نے سوچا کہ کاش میں یہ شکایت ہی حضور ﷺ سے نہ کیا ہوتا تو اچھا ہوتا، اور مال کا نقصان برداشت کر لیتا، ان کے چچا حضرت رفاعہؓ نے دریافت کیا تو سارا واقعہ انہیں سنا دیا، اس پر چچا نے اللہ ہی سے مدد مانگنے کا خیال ظاہر کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے ظاہری حالات اور یہودی کے گھر سے چوری کا مال برآمد ہونے اور خاندان بنوابیرق کی شیطانی ترغیبات کے ذریعہ زبردست غلط بیانی پر چوری کی سزاء یہودی پر جاری کرنا چاہتے تھے کہ اس کا ہاتھ کاٹا جائے، اللہ نے رسول اللہ ﷺ پر یہ حقیقت منکشف فرما دی اور قرآن کی ان آیات سے بشیر کی چوری کو کھولکر بنوابیرق کے لوگوں کا یہودی پر جھوٹا الزمام لگانے کو ظاہر کر دیا اور یہودی کو چوری کے الزام سے بری کر دیا۔

چوری کا مال حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کرنے کے بعد حضرت قتادہؓ کو واپس کردیا گیا، حضرت قتادہؓ نے جب اپنے چچا کو سارا واقعہ سنایا تو انہوں نے اُسے فوراً اللہ کے راستے میں صدقہ کردیا۔

ادھر چوری کا راز ظاہر ہوتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہری مسلمان بشیر کو مجرم اقرار دے کر یہودی کو بے گناہ کہہ کر جرم سے بری کردیا تو اس منافق بشیر پر شیطان کی گرفت کا اس قدر سخت دورہ پڑا کہ سزاء سے بچنے کے لئے وہ مدینہ سے نکل کر اسلام اور حضور ﷺ کے دشمنوں میں ملنے کے لئے مشرکینِ مکہ کے پاس چلا گیا، گویا وہ صالحین کی جماعت سے نکل کر گمراہ لوگوں میں جاملا۔

مکہ میں بھی وہ چین سے نہیں رہ سکا، ایک عورت کے مکان میں ٹھہرا ہوا تھا، اس عورت کو اس کے چوری کی خبر ملی تو اس نے اُسے نکال دیا، آخر ایک شخص کے گھر میں چوری کرنے گیا، اس گھر کی دیوار اس پر گری اور وہ دب کر وہیں مرگیا۔

ان آیات میں سچائی کو ظاہر کرکے مسلمانوں کی تربیت کی گئی اور ان مسلمانوں کو سختی سے ملامت کی گئی جو محض خاندان، رشتہ داری کی بنیاد پر مجرم کی حمایت کرکے شیطان کے مکر وفریب میں جھوٹ کو اختیار کیا، مجرم کی زبردستی حمایت میں شیطان کی سکھاوٹ پر جھوٹا منصوبہ اپنے ضمیر کی آواز کے خلاف بنایا اور شیطان کا ساتھ دیتے ہوئے تعصب، نفرت اور دشمنی کی وجہ سے ایک غیر مسلم بے قصور انسان کو جھوٹا الزام لگا کر مجرم بنانے کی کوشش کی، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ شیطان نے انہیں اللہ کو سمیع وبصیر نہ سمجھا کر اور اللہ کے خبیر وعلیم ہونے کو بھلا کر ان کے جھوٹے منصوبے سے واقف ہونے والا نہ سمجھایا اور اللہ سے غافل بنا کر مجرم کی زبردستی تائید کروائی، ان کی اس حرکت سے ان پر اللہ کے سمیع وبصیر اور علیم و خبیر ہونے کا ادراک نہ ہونے کو ظاہر کروایا ہے۔

ان آیات سے ملنے والی نصیحتیں

(۱) ان آیات میں خاص طور پر چوری کرکے بے قصور انسان پر جھوٹا الزام لگا کر اس کو

زبردستی چور بنانے کی تہمت کی برائی بیان کی گئی، جو جھوٹ، منافقانہ اور شیطانی چال ہے۔

یہ ایمان والوں کی نئی جگہ، نئے مسلمان بننے والوں کی ابتدائی تربیت کا زمانہ تھا، عربوں میں چوری وڈکیتی بہت زیادہ ہوتی تھی، اس لئے جب کوئی ایمان لاتا تو خاص طور پر چوری نہ کرنے کا بھی عہد لیا جاتا، اللہ نے ایمان والوں کو ایسے گھناؤنے جرم سے دور رہنے اور بے قصور انسان پر جھوٹا الزام لگانے سے سختی سے منع کیا، یہ ایمان والوں کا کردار نہیں۔

(۲) اس میں یہ بتلایا گیا کہ جو لوگ اس طرح جھوٹے بہتان کے ذریعہ دنیا کو دھوکہ دیں وہ گویا شیطان کے جال میں پھنس کر شیطان ان کو دوہرے گناہ کا سودا کرواتا ہے، ایک تو چوری کرنے کا گناہ کبیرہ، دوسرا بہتان اور جھوٹی تہمت لگانے کا کبیرہ گناہ، گویا وہ چوری کرکے جھوٹ بول کر مزید یہ اپنے گناہ میں اضافہ کرلیتے ہیں ان کو دوگنا عذاب بھگتنا پڑے گا۔

(۳) اگر کوئی جماعت یا گروہ شیطان کی گرفت میں آکر کسی مجرم کو مجرم جانتے ہوئے مجرم کو بچانے کے لئے جھوٹ کی تائید اور وکالت کرے اور جان بوجھ کر جھوٹا منصوبہ بنا کر بے قصور انسان پر جھوٹی تہمت کی وکالت کرے تو شیطان ان کو تین گناہوں میں حصہ دار بناتا ہے، ایک چوری، دوسرا جھوٹ، تیسرا تہمت، اگر توبہ نہ کریں تو وہ بھی مجرم کے ساتھ تین گناہوں کی سزاء بھگتیں گے، اس لئے کہ مجرم کی بے گناہی کی وکالت دوسرے بے قصور کو مجرم بنانے کی جھوٹی وکالت ہے۔

(۴) جن لوگوں نے خاندان کی بدنامی اور مجرم کو بچانے کے لئے جھوٹا منصوبہ بنایا، ان کو یہ احساس دلایا گیا کہ اے لوگو! کان کھول کر سُن لو! دنیا کی اس زندگی میں جو تم کو مہلت ملی ہے اس میں اللہ سے غافل بن کر اللہ کو سمیع وبصیر اور علیم وخبیر نہ سمجھنا اور کسی مجرم کی جھوٹی حمایت میں جج اور منصف کے سامنے جھوٹی بحث وتکرار کرنا، اسے بچانے کی جھوٹی وکالت کرنا، اگر ایسا عمل کروگے تو یاد رکھو کہ مقدمہ صرف دنیا ہی میں ختم نہیں ہوجاتا، اصلی انصاف تو قیامت کے دن اللہ کی عدالت میں ملے گا، وہاں تم سب کو حاضر ہونا اور جواب دینا ہے۔

اللہ کی عدالت میں تم مجرم کو چھڑانے اور اس کی حمایت اور اللہ کے پاس سزاء سے بچانے میں کیا مدافعت اور وکالت کرسکو گے، دنیا میں تو تم جج کو جھوٹ بول کر جھوٹی گواہیاں لاکر دھوکہ دے سکتے ہو، مگر اللہ کو دھوکہ نہیں دے سکتے۔

(۵) ایمان والوں میں بخل آسکتا ہے مگر وہ جھوٹا نہیں ہوتا، اس لئے ایمان والے ایمانداری کے ساتھ حق کا ساتھ دیں، سچائی کا ساتھ دیں، چاہے ان کو اپنے قریب کے رشتہ دار ہی کے مقابلے سچ بولنا پڑے، جھوٹا بہتان لگا کر دوسرے کو ملزم ٹھہرانا اور جان بوجھ کر مجرم کی بے گناہی ثابت کرنے کی کوشش کرنا' ایمانداری کا شیوہ نہیں ہے، شیطان کی جماعت منافقوں کا طریقہ ہے۔

(٦) ان آیات میں احساس دلایا گیا کہ تم انسانوں میں بدنامی کے ڈر اور بے عزتی کے خوف سے چور کو بچانے اور غلط منصوبہ بنا رہے ہو، یہ کتنی بیوقوفی اور اللہ سے نڈر ہو جانے کی علامت ہے، اللہ کے پاس بے عزتی اور سزاء کا احساس نہیں، انسانوں سے چھپانا کوئی معنیٰ نہیں رکھتا، لوگ تمہیں نفع ونقصان نہیں پہنچا سکتے۔

اصلی وحقیقی عزت تو اللہ کے پاس ملنے والی ہے، دنیا کی عزت وبے عزتی کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتی، جو ذات نفع ونقصان دے سکتی ہے اس سے تم چھپ نہیں سکتے، وہ تمہارے ظاہر وباطن اور دلوں کے راز تک سے واقف ہے، تمہارے سارے اعمال پر محیط ہے۔

(۷) جن لوگوں سے چھوٹا یا بڑا گناہ ہو جائے ان کو چاہئے کہ وہ اگر آخرت کا خوف رکھتے ہیں اور اللہ کے پاس جواب دہی کا عقیدہ رکھتے ہیں تو ناامید نہ ہوں اور وہ فوراً اللہ سے رجوع ہو کر توبہ واستغفار کریں اور جس پر تہمت لگائی اس سے معافی مانگیں، اور اس طرح کے عمل سے دور ہو جائیں، اللہ بہت معاف کرنے والا ہے۔

(۸) اللہ نے ان آیات میں یہ بھی احساس دلایا کہ انسان چاہے چھپ کر اکیلے میں جو بھی عمل کرے اللہ ہر حال سے واقف رہتا ہے، وہ سب کچھ دیکھتا اور سنتا ہے، خاص اس وقت جب تم لوگ مشورہ کر کے یہودی پر الزام لگانے کا منصوبہ بنا رہے تھے وہ دیکھ رہا تھا،

اس لئے اللہ سے غافل مت رہو۔

(۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا کہ اگر اللہ کی رحمت وفضل کا معاملہ آپ کے ساتھ نہ ہوتا تو یہ لوگ آپ کو غلطی میں مبتلا کر دیتے، مگر اللہ کی رحمت آپ کے ساتھ ہے، اس لئے وہ ہرگز آپ کو غلطی میں نہیں ڈال سکتے، خود ہی گمراہی میں مبتلا ہو گئے، اس طرح جن لوگوں کی اللہ حفاظت کرتا ہے کوئی ان کو گمراہ نہیں کر سکتا۔

(۱۰) مفسرین نے لکھا ہے کہ کسی مجرم کے جرم کو جاننے کے باوجود اس کو بچانے اور اس کی وکالت کرنا اور جھوٹی گواہی دینا اور اس کو بچانے کے حربے ومنصوبے بنانا حرام ہے، وہ بھی خیانت کرنے کے گناہ میں آتا ہے۔

(۱۱) ان آیات سے یہ بھی سبق ملتا ہے کہ انصاف کے معاملے میں ایمان والوں کو تعصب سے دور رہنا ہوگا اور اگر چہ کہ خاندان اور گروہ یا جماعت کا آدمی غلطی پر ہو مجرم ہو تو شیطان کی اطاعت میں عصبیت، دوستی، بدنامی کے ڈر یا دشمنی ونفرت سے متاثر ہو کر جاہلانہ اثرات کے تحت عدل وانصاف سے دور نہیں ہونا، اپنا ہو یا غیر ہمیشہ عدل کی ترازو کو قائم کرنا تاکہ تمہارے اندر سے شیطانیت کے تمام اثرات ختم ہو جائیں اور ایمان کی روشنی ظاہر ہو کر اسلام کی صحیح شکل انسانوں کو نظر آئے، ان آیات میں عدل کو قائم کرنا سختی سے حکم دیا گیا ہے اور کسی کی حمایت وتائید کی پرواہ نہیں کی گئی۔

(۱۲) اس وقت بعض مسلمان ایسے بھی تھے جو مصلحت، رعایت اور بے جا تائید کرتے ہوئے منافقین کے ساتھ نرم گوشے رکھتے تھے، گویا اس میں مسلمانوں کے اس طرز عمل پر ان کو مخاطب کر کے انصاف اور سچائی پر قائم رہنے کی تعلیم دی گئی، اپنے ضمیر کے خلاف بات نہ کرنے کی تاکید کی گئی، دنیا کی بے عزتی وبدنامی کی پرواہ نہ کرنے کی تعلیم دی گئی۔

(۱۳) اگر کوئی انسان یا جماعت جھوٹ بول کر دھوکہ دے کر اپنے حق میں غلط فیصلہ حاصل کر لیتی ہے تو وہ خود اپنے آپ کو غلط فہمی میں مبتلا کر لیتے ہیں کہ ان کے جھوٹ سے وہ کامیاب ہو گئے مگر دراصل وہ کامیاب نہیں بلکہ آخرت کے اعتبار سے ناکام ہو گئے، ان کو سوچنا چاہئے

کہ قیامت کے دن اللہ کی عدالت میں جھوٹے انسان کے لئے کون وکیل بن سکتا ہے؟

ان آیات کی روشنی میں موجودہ مسلم معاشرے کا جائزہ لیا جائے تو ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ ہزاروں ایسے واقعات ہیں جس میں مسلمان جھوٹ کے ذریعہ مختلف جھوٹے مقدمات ناجائز مقدمات محض دنیا کے فائدے، دنیا کی عزت یا نفس کی خواہش یا غصہ اور بدلہ اور انتقام کے لئے دوسروں پر ڈالے ہوئے ہیں، وہ محض غیر مسلموں کے قانون سے فائدہ اٹھاتے ہیں، دنیا کی دولت اور دنیا کے فائدے کے لئے اللہ کے احکام کو بالائے طاق رکھ دئے ہیں، اور اللہ سے نڈر بن کر جھوٹ کا سہارا لئے ہوئے ہیں، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ بولنا منافق کی علامت بتلایا ہے، کہا کہ مسلمان جھوٹ نہیں بولتا، مسلمان کنجوس ہوسکتا ہے مگر جھوٹا نہیں ہوسکتا، چنانچہ اکثر مسلمان شیطان کی جماعت کے فرد بن کر طلاق کے معاملہ میں ایک دوسرے پر جھوٹے الزامات لگاتے ہیں اور طلاق کا بدلہ لینے کے لئے ڈوری کیس کے جھوٹے دعوے کرتے ہیں۔

شیطان کی سکھاوٹ میں لوگوں کی جائیداد پر ناجائز قابض ہو کر یا دوسروں کی زمین یا مکان پر قبضہ کر کے فروخت کر دیتے ہیں اور دھوکہ دیتے ہیں، یہ شیطانی اعمال ہیں۔

شیطانی فریب میں آ کر اپنے اور غیر کے جھگڑوں اور فسادات میں اگر اپنے لوگوں کی زیادتی اور غلطی بھی ہو تو بے جا تائید کر کے لڑائی جھگڑے کرتے ہیں اور ظالموں کی تائید میں لڑتے ہیں، حکومت اور لوگوں سے قرض لیکر کھا جاتے ہیں اور جھوٹ بول کر نقصان ہونے کا اظہار کرتے ہیں۔

شیطان کی ترغیبات پر گھریلو زندگی اور خاندانی زندگی میں عورتیں ایک دوسرے پر جھوٹے الزامات اور تہمتیں لگاتی ہیں اور لڑائی جھگڑے پیدا کرتی ہیں، خاندانوں کو لڑاتی ہیں، غیر شادی شدہ لڑکیوں پر تہمت لگا کر بدنام کرتی ہیں۔

شیطانی تربیت پر عدالتوں میں مختلف قسم کے جھوٹے اور خریدے گئے گواہوں کو پیش کر کے یا رشوت کھلا کر یا وکیل لوگ ملزم کو بے قصور بتلا کر وکالت کرتے ہیں اور ملزم کو

آزاد کروالیتے ہیں، وکیل شیطان کی گرفت میں آکر اپنے مخالف گروپ سے مل کر پیسہ کھا کر بے ایمانی کرتے ہیں اور مقدمہ کو کمزور کر دیتے ہیں، یہ بھی معاملہ حرام ہے، اس پر وکیل کو بھی قیامت کے دن اپنے اور پر مظلوم کے گناہ لینے پڑیں گے۔

یہ تمام حالات شیطان محض عقیدۂ آخرت کورسمی ماننے یا کمزور کر کے یا آخرت سے بے پرواہ بنا کر اور اللہ کو سمیع وبصیر اور علیم وخبیر نہ سمجھنے کا تصور دلا کر پیدا کرتا ہے، یہ تمام لوگ قیامت کے دن اللہ کے سامنے کھڑے ہوکر جواب دینے کا احساس نہیں رکھتے، شیطان کا ساتھ دے کر معاشرتی زندگی میں فساد برپا کرتے ہیں، غلط بیانی اور جھوٹی شہادتوں سے منصف اور جج کو دھوکہ دے کر اگر اپنے حق میں فیصلہ کروالیں تو اس میں جج کا کوئی قصور نہیں۔

شیطان اکثر مسلمانوں کو اپنی جماعت کے افراد کی غلطی کو بے قصور انسانوں پر تعصب ودشمنی یا جھوٹ یا دنیا کی بے عزتی وبدنامی سے بچنے کا احساس دلا کر اسلام اور مسلمانوں کی امیج بہت خراب کر دیتا ہے، دوسری قوموں کو اسلام سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے۔

چوری کے بہتان پر اگر یہودی کے حق میں چوری کی سزاء جاری ہو جاتی تو شیطان یہودی سے پورے معاشرے میں پروپیگنڈہ کرواتا کہ مسلمانوں کے پیغمبر تو سچائی اور انصاف کی بات کہہ رہے ہیں، مگر مسلمان تعصب اور دشمنی پر غلط بہتان اور چوری کا جھوٹا الزام لگا کر انصاف کے خلاف عمل کر رہے ہیں، ان کے پاس پیغمبر کی تعلیمات پر عمل نہیں ہے، ان کا ظاہر ایک ہے اور باطن ایک، ان کے پاس اللہ کی اطاعت نہیں جماعت اور عصبیت اہم ہے، ان کے پاس ایمانداری نہیں، ان کا دین کتاب میں ہے عمل میں نہیں، اس طرح اسلامی دعوت کو زبردست نقصان پہنچتا اور تمام مسلمان بدنام ہو جاتے۔

موجودہ زمانے میں مسلمان اسی لئے دوسروں کی نگاہوں میں خراب نظر آرہے ہیں کہ ان میں کی اکثریت اللہ اور رسول کے احکام وعمل کے خلاف زندگی گذار رہی ہے، قرآن وسنت کو پڑھتے ہیں مگر ان پر عمل نہیں کر رہے ہیں۔

حضرت علیؓ کی خلافت میں آپ کی زرہ چوری ہونے اور یہودی کے پاس موجود

ہونے پر آپ نے اس کو سیاسی زور وطاقت سے نہیں لیا بلکہ امیر المؤمنین ہوتے ہوئے بھی قاضی شریعت کے پاس مقدمہ ڈالا اور قاضی نے باپ کے حق میں بیٹے کی گواہی قبول نہ کر کے یہودی کے حق میں فیصلہ دیا، اس فیصلے سے متاثر ہوکر کہ مسلمان طاقت رکھ کر اللہ کے حکم پر کیسے عمل کرتا ہے یہودی نے اسلام قبول کیا، یہ سچائی کے اثرات ہوتے ہیں۔

بے حیاء و بے شرم اور بے پردہ عورت شیطان کا تیر ہوتی ہے

جب عورت بے حیاء و بے شرم اور بے پردہ ہوکر گھر سے باہر بازار اور مردوں کے درمیان نکلتی ہے تو شیطان تاک کر اس کو اپنے تیروں میں سے ایک تیر بنالیتا ہے اور مردوں کو راغب کرنے کے لئے اس کے تمام اعضاء جسمانی سے کشش پیدا کر کے مردوں کی نگاہوں میں جاذب نظر بنا دیتا ہے۔

موجودہ زمانے میں عورتوں کو مختلف انداز سے فریب دے کر گھروں سے باہر کر کے بے پردہ، برہنہ و نیم عریاں لباس پہنا دیا، ان کو مخلوط تعلیم، مخلوط نوکریوں میں لگا کر مردوں کے ساتھ برابری اور دنیا کی ترقی کا تصور دلا کر بہکا دیا، انسانی معاشرے کو پاکی اور شرم وحیاء سے آزاد کر کے بے پردگی، زنا، بے حیائی، عریانیت سے مردوں اور عورتوں کو جانوروں کی طرح خلط ملط کر دیا، عام طور پر اکیلے میں مرد و عورت کو زیر کرنے اپنے جال میں پھنسانے کے لئے میٹھی میٹھی گفتگو اور محبت والے افعال کا مظاہرہ کرواتا ہے۔

اجنبی و تنہاء مرد و عورت کے ساتھ شیطان شریک رہتا ہے

حدیث پاک میں آیا ہے کہ کسی مرد کا اجنبی عورت کے ساتھ اکیلے اور تنہائی میں ملاقات کرنا، آپس میں ہنس بول کر نرم گفتگو کرنا، خطرناک اور دونوں کے لئے گناہ کبیرہ میں مبتلا ہونے کا سخت خطرہ ہے، شیطان خاص طور پر اکیلے میں مرد کے اجنبی عورت کے ساتھ برائی کے جذبات و خیالات پیدا کرواتا ہے، بڑے بڑے پیشوا اور عبادت گذار عورت کے ساتھ احتیاط نہ کرنے کی وجہ سے فریب اور گناہ میں مبتلا ہو گئے، ان کے تقویٰ

وپرہیزگاری کو تباہ کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر فرمایا: جب بھی کوئی مرد کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کرے گا تو ان دونوں کے درمیان شیطان کی مداخلت ضرور ہوتی ہے، مٹی اور کیچڑ میں لت پت خنزیر کے ساتھ کسی انسان کا جسم لگ جائے یا ٹکرا جائے تو انسان برداشت نہیں کرتا، نفرت کرتا ہے، مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اجنبی اور نامحرم عورت کے مونڈے سے کسی مرد کے مونڈھے کا لگ جانا، مٹی اور کیچڑ میں لت پت خنزیر سے لگنے اور ٹکرانے سے زیادہ گندی اور سخت نفرت کی چیز ہے، مگر شیطان مرد اور غیر عورت میں کشش پیدا کر کے اکیلے میں ہمدردی، نرمی، محبت اور اخلاق کا مظاہرہ کروا کر میٹھی میٹھی گفتگو میں مبتلا کر کے دونوں میں دلچسپی اور لگاؤ پیدا کرتا ہے اور آخر میں گندگی و ناپاکی والے عمل کروا کر اللہ کی نافرمانی کرواتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آگاہ ہو جاؤ! کوئی مرد کسی اجنبی عورت کے ساتھ ہرگز تنہائی اختیار نہیں کرے گا، مگر ان دونوں کے ساتھ تیسرا ضرور شیطان ہوتا ہے۔ (ترمذی:۳۹/۲)

حضرت ابواُمامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے آپ کو عورتوں کے ساتھ تنہائی اختیار کرنے سے بچاؤ، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! کوئی مرد اور عورت آپس میں تنہائی اختیار نہیں کریں گے مگر ان دونوں کے درمیان میں شیطان ضرور داخل ہوگا، اور یقیناً آدمی مٹی اور کیچڑ میں لت پت خنزیر سے ٹکر کھانا بہتر ہے اس سے کہ اس کا مونڈھا کسی ایسی عورت کے مونڈھے کے ساتھ ٹکرا جائے جو اس کے لئے حلال نہیں۔ (المعجم الکبیر:۲۰۵/۸، حدیث:۷۸۳۰، مجمع الزوائد:۳۲۶/۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو یہ ترغیب دی کہ اگر کسی اجنبی عورت پر نفسانی خواہش کی نگاہ پڑ جائے تو وہ فوراً اپنی بیوی کے پاس جا کر اپنی ضرورت پوری کر لے تا کہ اس میں سے نفسانی حرص والی نگاہ نکل جائے۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ ایک عورت پر پڑ گئی تو آپ فوراً ام الموٴمنین حضرت زینب بنت جحشؓ کے پاس تشریف لے گئے، اس وقت وہ ایک کھال کی دباغت دے رہی تھیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس جا کر اپنی ضرورت پوری فرمائی، پھر اس کے بعد مسجد نبوی میں تشریف لا کر صحابہ کرامؓ سے خطاب فرمایا: بیشک عورت شیطان کی صورت میں سامنے آتی ہے، اور شیطان کی صورت میں واپس جاتی ہے، لہٰذا جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کو دیکھ لے تو چاہئے کہ اپنی بیوی کے پاس جا کر اپنی ضروری پوری کر لے، اس لئے کہ اس سے وہ خطرہ دور ہو جاتا ہے جو دل کے اندر پیدا ہوتا ہے۔ (مسلم شریف: ۱/۴۴۹)

اس طرح کے عمل سے مرد کے دل کے اندر کی نفسانی خواہش پوری طرح ختم ہو کر نفسانی حرص بھی ختم ہو جاتی ہے، اور آنکھیں غیر عورت کی طرف اٹھنے سے اور عورت میں دلچسپی لینے سے رُک جاتی ہے، شیطان کا زور ختم ہو جاتا ہے۔

ابلیس کے لکھنے کی چیز انسانی جسموں پر تصاویر گودنا اور گدوانا ہے

اکثر غیر مسلم لوگ ہاتھوں پر بتوں اور جانوروں یا اپنے اپنے مذہب کے نشانات (Tatoo) گدواتے ہیں، علم دین سے ناواقف بعض مسلمان جو ترکستان میں رہتے ہیں ان کے مردوں اور عورتوں کے چہرے اور ٹھوڑی پر بطور فیشن گدواتے ہیں، بعض مسلمان چہرے پر غیر مسلموں کی طرح ٹیکا لگاتے ہیں، بہت سے لوگ پیٹ، پیٹھ، سینہ، ہاتھوں اور پیروں پر مختلف چیزیں گدواتے ہیں، حالانکہ اللہ نے انسان کی تخلیق خود خوبصورت طریقہ سے کی ہے، انسان اللہ کی تخلیق کا بہترین شاہکار (**احسن تقویم**) ہے۔

شیطان کو اللہ نے مختلف شکلیں اختیار کرنے کی آزادی دی ہے

ابلیس انسانوں کو گمراہ کرنے کے لئے کبھی کوئی جانور یا سانپ کی شکل میں یا کسی بزرگ یا بوڑھے اجنبی کی شکل اختیار کرنے کی آزادی دی ہے، مکہ میں مشرکین کو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہجرت سے پہلے ایک بوڑھے اجنبی کی شکل میں آ کر مشورہ دیا کہ محمد بن عبداللہ کو قید کریں تو ان کے ماننے والے بہت طاقتور ہیں چھڑا لیں گے، جلاوطن کرو گے تو پھر یہ وہاں سے طاقت جمع کر کے آئیں گے، لہٰذا تمام قبیلوں کے ایک ایک نوجوان کو لیکر ان کو قتل کر دو۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو نظر نہ آ کر شیطان نے غیبی آواز کے ساتھ یہ کہہ کر گمراہ کرنا چاہا اور پکار کر کہا: اے عبدالقادر! ہم تم سے راضی ہوگئے، آج سے تمہاری عبادتیں معاف ہیں، انہوں نے کہا: کسی پیغمبر کی عبادتیں معاف نہیں ہوئیں، میری عبادت کیسے معاف ہوگی؟ فرمایا: مردود! تو شیطان ہے، مجھے دھوکہ دے کر گمراہ کرنا چاہتا ہے، تو شیطان نے کہا: اے عبدالقادر! تمہارے علم نے تمہیں بچالیا، تب انہوں نے فرمایا: علم نے نہیں مردود! اللہ نے مجھے تجھ سے بچالیا۔

غزوۂ خندق کے موقع پر ایک صحابیؓ کچھ ضرورت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لیکر گھر گئے، اور گھر میں بہت بڑے سانپ کو اپنے بستر پر دیکھا، دیکھتے ہی انہوں نے اپنے نیزے سے اس پر وار کیا اور پرو دیا، وہ بھی ان پر ٹوٹ پڑا، پتہ نہیں پہلے کون مرا؟ سانپ یا یہ نوجوان صحابیؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اطلاع دی گئی تو آپؐ نے فرمایا: وہ سانپ جن تھا۔ (مسلم: ۱۷۵۶/۴)

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مدینہ میں کچھ جنات رہتے ہیں جو اسلام لا چکے ہیں، اگر تم ضرر رساں کیڑے مکوڑوں کو دیکھو تو انہیں تین مرتبہ خبردار کردو، اگر وہ نہ بھاگیں تو اُنہیں مار ڈالو۔ (ترمذی، نسائی)

علامہ ابن تیمیہؒ کہتے ہیں ناحق جنات کا قتل ناجائز ہے، جس طرح ناحق انسانوں کا قتل ناجائز ہے، اور ظلم ہر حالت میں حرام ہے اور جنات مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتے رہتے ہیں، اگر گھروں میں سانپ نکلیں تو انہیں تین بار خبردار کردو، اگر بھاگ جائیں تو ٹھیک ہے ورنہ مار ڈالو۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بھی بت عزّیٰ کی شیطان

عورت کو قتل کیا۔ (البدایہ والنہایہ: ۳۶۵/۴)

اکثر گھروں میں لوگوں نے شیطان کو ڈراؤنی شکلوں میں بھی دیکھا ہے، بعض لوگ کالا کتا، یا کالی بلی کی شکل میں یا اپنے رشتہ داروں کی شکلوں میں دور سے آتے جاتے دیکھا، یہ کالے کتے کی شکل میں بھی رہتے ہیں، جو فوراً غائب بھی ہو جاتے ہیں، اس لئے اگر کسی کو شیطان ہونے کا شک پیدا ہو جائے تو لاحول ولاقوۃ الا باللہ یا آیۃ الکرسی پڑھیں یا اذان کے الفاظ دوہرائیں، شیطان کا سر بدنما اور ناہموار ہوتا ہے، سر پر گھوڑے کی گردن کی طرح بال ہوتے ہیں، قرآن نے اس کے سر کو جہنم کے ایک درخت کے پھلوں کو سانپ کی طرح سروں سے مثال دی ہے۔

ابن اسحاقؒ اور دوسرے مفسرین نے لکھا ہے کہ غزوۂ بدر میں مشرکین مسلمانوں کے مقابلے کے لئے آئے تو ان کے ساتھ سراقہ بن مالک کنانی کی شکل میں ابلیس بھی تھا، سراقہ کا شمار قبیلہ بنی کنانہ کے معزز لوگوں میں ہوتا تھا، اور قریش کو یہ خطرہ تھا کہ بنی کنانہ کے لوگ پیچھے سے حملہ نہ کر دیں، چنانچہ ابلیس نے انہیں تسلی دی کہ میں تمہارا حلیف ہوں اور بنی کنانہ پیچھے سے تم پر حملہ نہیں کریں گے، لیکن جب مسلمانوں کی مدد کے لئے ملائکہ کی فوج آئی اور ابلیس نے انہیں دیکھ لیا، تو الٹے پاؤں بھاگ گیا، حارث بن ہشان نے اس سے چمٹ کر پوچھا: کہاں سراقہ! کدھر بھاگے جا رہے ہو؟ ابلیس نے اُسے ایسا مُکّا مارا کر وہ گردن کے بل گر گیا، ابلیس نے کہا میں جو دیکھ رہا ہوں وہ تم نہیں دیکھ رہے ہو۔

کافر و مشرک جن انسانوں کو نقصان پہنچاتے ہیں اور وسوسے ڈالتے ہیں، نیک اور صالح جن نقصان نہیں پہنچاتے، وہ انسانوں کی خیر خواہی کرتے ہیں، وہ اکثر انسانی شکلوں میں انسانوں کے ساتھ درس بھی لیتے ہیں۔

ہر اچھے کام کے شروع میں اللہ کا نام لینے سے شیطان کا عمل دخل ختم ہو جاتا ہے

جب شیطان زمین پر اتارا گیا تو اس نے اپنے لئے اللہ تعالیٰ سے کچھ کھانا مقرر کرنے کی درخواست کی، تو اللہ نے اس کے لئے ہر وہ غذاء جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو وہ

کھانا اس کے لئے مقرر کر دیا۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان والوں کو ہر اچھا کام **بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم** کے ذریعہ اللہ کا نام لیکر شروع کرنے کی تعلیم دی، آپ ؐ نے فرمایا: بسم اللہ پڑھنے سے شیطان دب کر چیونٹی جیسا ہو جاتا ہے، اور کسی کام میں شریک نہیں ہو سکتا ہے، جو لوگ اللہ کا نام لئے بغیر بسم اللہ نہ کہہ کر اللہ کے ذکر سے غافل رہ کر کام شروع کرتے ہیں، ان کے کاموں میں شیطان مسلط رہتا ہے۔

اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر کام یہاں تک کہ دروازہ بند کرتے وقت، بستر بچھاتے اور اٹھاتے وقت، دُکان کھولتے اور تجارت شروع کرتے وقت، چراغ روشن کرتے اور بجھاتے وقت، کھانا شروع کرتے وقت مسنون دعاء پڑھنے کی تعلیم دی، بسم اللہ پڑھنے سے ہر اچھے کام میں شیطان کا عمل دخل ختم ہو کر گناہ کی رغبت پیدا نہیں ہوتی، نماز کی ہر رکعت میں بھی سورۂ فاتحہ سے پہلے **بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم** پڑھنے کی تعلیم ہے۔

قرآن مجید کی تلاوت کے وقت شیطان سے محفوظ رہنے اور اس کے بہکاوے سے بچنے کے لئے **اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم** پڑھنے کی تاکید کی اور جادو ٹوٹکوں سے بچنے کے لئے سورۂ فلق اور سورۂ ناس پڑھنے کی تعلیم دی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ایک صاحب کو بغیر بسم اللہ پڑھے کھاتے ہوئے دیکھا اور جب وہ آخری لقمہ میں **بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلُہٗ وَ آخِرُہٗ** کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان کے ساتھ شیطان کھا رہا تھا، جب انہوں نے اللہ کا نام لیا تو اس نے پیٹ میں جو کچھ کھایا تھا قئے کر دی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جو شخص کھاتے وقت بسم اللہ نہ پڑھے اس کے ساتھ شیطان بھی کھاتا ہے۔ (الفتح الربانی)

واقعہ مشہور ہے کہ دو شیطان آپس میں ملے، ایک موٹا تھا اور دوسرا دبلا تھا، موٹے شیطان نے دبلے شیطان سے پوچھا تو اتنا دبلا کیوں ہے؟ اس نے کہا: میں جس انسان کے ساتھ ہوں، وہ ہر کام میں اللہ کا نام لینے کے لئے بسم اللہ کہتا ہے اور ہر چیز استعمال کرتا

ہے جس کی وجہ سے مجھے کوئی چیز بھی کھانے کو نہیں ملتی، موٹے شیطان نے کہا: میں جس کے ساتھ ہوں وہ اللہ سے غافل رہتا ہے، ہر چیز اللہ کا نام لئے بغیر استعمال کرتا ہے جس کی وجہ سے میں اس کے ساتھ ہر چیز میں شریک رہتا ہوں۔

شیطان بائیں ہاتھ سے کام کرتا ہے' ایمان والے دائیں ہاتھ سے

شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو بائیں ہاتھ سے کھانے پینے سے منع فرمایا، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: جب تم کھاؤ پیو تو دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور پیو، اس لئے کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔ (صحیح مسلم)

شیطان کے کھانے پینے میں شیطان کی غذاء ہر وہ چیز ہے جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو، حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کھانے پر اللہ کا نام نہ لیا جائے تو وہ کھانا شیطان اپنے لئے حلال کر لیتا ہے۔

انسان جو گوشت کھاتا ہے ان کی ہڈیوں پر گوشت چڑھا کر جنات کو دیا جاتا ہے، ہر وہ ہڈی جو مسلمان بسم اللہ کہہ کر کھاتا ہے اس کو پھینکنے کے بعد اس ہڈی پر اللہ کے حکم سے پہلے سے زیادہ گوشت چڑھا کر مسلمان جن کا کھانا بن جاتا ہے، اور جو ہڈی داری گوشت بغیر بسم اللہ کے کھایا گیا وہ وہ شیطان کی غذا بنتی ہے، شیطان ہر وہ چیز پیتا ہے جس پر بسم اللہ نہ پڑھی گئی ہو، ہر ناپاک اور حرام چیز جیسے شراب، بھنگ، خنزیر، مردار گوشت وغیرہ۔

شیطان چوری بھی کرتا ہے

حدیثوں سے یہ بات ثابت ہے کہ شیاطین چوری بھی کرتے ہیں، اکثر عاملوں کے پاس شیاطین کچھ چوری کی دولت بھی لا کر ڈالتے ہیں گویا وہ ایک جگہ سے چرا کر دوسری جگہ لیجاتے ہیں، اس لئے دولت سونا چاندی کو بھی جہاں بھی رکھیں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کر اللہ کی حفاظت میں رکھئے۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کے گھر کے صحن کی کوٹھری میں کھجوریں تیار ہونے کے بعد لاکر رکھی جاتی تھیں، شیاطین آکر چراتے تھے، ایک دن انہوں نے ایک شیطان کو پکڑ لیا، وہ مؤنث جنی تھی، اسنے عاجزی کر کے ایک نسخہ بتلایا، آیۃ الکرسی کا پڑھ لینے سے جنوں سے دور رہنے کو بتلا کر رہائی حاصل کی، جب حضرت ابوایوب انصاریؓ نے یہ سارا واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا تو آپ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: اس نے بات تو سچ کہی ہے کہ آیۃ الکرسی پڑھنے سے شیطان و جنات قریب نہیں آسکتے۔ (ترمذی:۲/۱۱۵)

☆ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک مرتبہ صدقۃ الفطر کے غلہ کی نگہداشت کے لئے مقرر فرمایا، رات کو ایک شخص آیا، اس غلہ میں سے بھر بھر کر اٹھانے لگا، میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں گا، کہنے لگا کہ میں غریب محتاج ہوں، اہل وعیال والا ہوں، مجھے غلہ کی شدید ضرورت ہے، اس پر میں نے اس کو چھوڑ دیا، جب صبح ہوئی تو مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا: تمہارے قیدی کے ساتھ کیا معاملہ گذرا؟ میں نے عرض کیا: یاسول اللہ ﷺ! اس نے اپنی شدید ضرورت کا عذر پیش کیا جس پر میں نے ترس کھا کر اس کو چھوڑ دیا، فرمایا: اس نے تم سے جھوٹ سے کام لیا اور آج رات وہ پھر آئے گا، مجھے حضور ﷺ کے کہے پر یقین ہو گیا کہ وہ پھر آج رات دوبارہ ضرور آئے گا، لہٰذا وہ دوبارہ آیا اور غلہ چرانے لگا، میں نے اس کو پکڑ لیا، پھر اس نے کہا: اس بار مجھے چھوڑ دو میں ضرورتمند مفلس اہل وعیال والا ہوں، پھر میں نہیں آؤں گا، مجھے پھر ترس آ گیا اور میں نے اُسے چھوڑ دیا، صبح ہونے پر حضور اکرم ﷺ نے پھر مجھ سے دریافت فرمایا: ابوہریرہؓ! تمہارے قیدی کا کیا ہوا؟ میں نے کہاء وہ اپنی سخت حاجت مندی اور کنبہ کے اخراجات کا شکوہ کیا، جس پر ترس کھا کر میں نے اسے پھر چھوڑ دیا، حضور ﷺ نے فرمایا: اس نے جھوٹ بولا، وہ پھر آج آئے گا، چنانچہ جب تیسری مرتبہ چوری کی تو میں نے اس کو پکڑ لیا اور معافی دینے سے انکار کر دیا، اس شخص نے کہا: اب نہیں آؤں گا، مجھے آپ معاف کر دیں تو ایسے کلمات بتاؤں گا جن کے ذریعہ اللہ

تعالیٰ آپ کو نفع دیں گے، وہ یہ کہ جب آپ بستر پر لیٹنے لگو تو آیۃ الکرسی آخر تک پڑھ لیا کرو، صبح تک اللہ کی طرف سے آپ کے لئے ایک پہریدار محافظ مقرر کردیا جاتا ہے، شیطان تمہارے قریب بھی پھٹک نہیں سکے گا، جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے چور کے بارے میں حضرت ابو ہریرہؓ سے دریافت فرمایا تو انہوں نے پورا واقعہ سنایا اور کہا: اس لئے میں نے چھوڑ دیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ ہے تو بڑا جھوٹا مگر اس نے جو بات کہی وہ سچ ہے، واقعی یہ کلمات ایسے ہیں جسے اس نے بیان کیا، اور تمہیں معلوم بھی ہے کہ تین راتوں سے تم کس سے مخاطب رہے ہو؟ فرمایا: وہ ابلیس لعین شیطان تھا' جو مسلسل تین راتوں سے برابر غلہ چرانے کے لئے آرہا تھا۔ (صحیح بخاری)

☆ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ جب اپنے گھر میں داخل ہوتے تو چاروں گوشوں میں آیۃ الکرسی پڑھتے تھے تاکہ چاروں گوشوں میں آیۃ الکرسی محافظ بن جائے اور ہر گوشے میں سے شیاطین دفع ہو جائیں، یہ اکثر گھروں سے دولت بھی چرا تا ہے، اس لئے بسم اللہ کہہ کر رکھو۔

☆ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سورۃ البقرہ میں ایک آیت ہے جو قرآن کریم کی تمام آیات کی سردار ہے، اُسے ایسے گھر میں پڑھا جائے جہاں شیطان ہو تو شیطان وہاں سے نکل بھاگتا ہے۔ (مستدرک حاکم)

اللہ کا نام لئے بغیر غفلت کے ساتھ گھروں میں داخل نہ ہونا!

اللہ تعالیٰ کا نام لئے بغیر گھروں میں غفلت کے ساتھ داخل ہونے پر شیطان بھی ساتھ داخل ہوتا ہے، وہ تمام گھروں میں جہاں داخل ہوتے وقت اللہ کا نام نہ لیا جائے تو وہاں شیطان اپنا ڈیرا ڈال دیتا ہے، اور وہ گھر شیطان کا بھی مسکن بن جاتا ہے، ایسے گھروں میں اللہ کی عبادات، تلاوت قرآن سے دوری کرواتا ہے، اولاد کی دینی تربیت کرنے نہیں دیتا، ایسے گھروں میں عام طور پر شیطان انسانوں کو ناچنے گانے، فلمیں و ڈرامے دیکھنے، گالیوں والی اور بدزبانی والی گفتگو کرنے اور بے حیائی و بے شرمی کے ساتھ

نیم برہنہ گھومنے پھرنے، ذومعنیٰ گفتگو کرنے، جھوٹ، غیبت، چغلی، نفرت، نحوست، غصہ اور بدمزاجی جیسی چیزیں پیدا کرنے لگواتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے کہ آج تم نے اس گھر میں رات بسر کرنے کی جگہ حاصل کر لی۔ (صحیح مسلم: حدیث: ۱۲۹۷)

ویسے شیطان انسانوں کو گمراہ کرنے اور بھٹکانے کے لئے ہر راستے پر بیٹھا رہتا ہے، جب انسان غفلت کے ساتھ اللہ کا نام لئے بغیر داخل ہوتا ہے تو وہاں لوگوں کو عبادات میں غفلت، سستی اور محرومی پیدا کرتا ہے، ٹی وی اور لایعنی و بیہودہ کاموں میں وقت گذارنے لگاتا ہے، شرکیہ عقائد و اعمال کرواتا ہے، اسلام نے باقاعدہ سلام کے ساتھ گھروں میں داخل ہونے کی تعلیم دی، اس لئے بسم اللہ کہہ کر سلام کرتے ہوئے اپنے گھروں میں داخل ہوں، سلام بھی اللہ کا صفتی نام ہے، اس سے گھروں میں سلامتی پیدا ہوگی۔

ہمبستری کے وقت بھی شیطان شریک ہونا چاہتا ہے

انسان کی تخلیق نطفہ (منی) کے قطرہ سے ہوتی ہے، اگر انسان بسم اللہ نہ کہہ کر یا مسنون دعاء نہ پڑھے اور غفلت میں ہمبستری شروع کردے تو شیطان کو بھی ہمبستری میں شریک ہونے کا موقع مل جاتا ہے، جیسے کھاتے وقت اللہ کا نام نہ لیں تو وہ بھی کھانے میں شریک ہوجاتا ہے، اس لئے نیک اور صالح اولاد حاصل کرنے اور اولاد کو شیطان کے اثرات سے محفوظ رکھنے کے لئے پہلے بسم اللہ پڑھ کر ہمبستری کریں، اس سے شیطان دور رہے گا اور گناہوں کے جذبات سے انسان محفوظ بھی رہے گا۔

یہ دعاء میاں بیوی ہمبستری شروع کرنے سے پہلے پڑھیں، ہمبستری کے وقت اللہ کا نام کیسے لیا جائے؟ ہرگز اس طرح کا خیال نہ کریں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آگاہ ہوجاؤ! بیشک تم میں سے جو کوئی جب اپنی بیوی کے پاس ہمبستری کے لئے

آئے اور یہ کہے:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَ جَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا. 'اللہ کے نام سے یہ کام شروع کرتا ہوں، اے اللہ! شیطان مردود سے ہماری حفاظت فرما اور شیطان کو اس چیز سے دور فرما جو تو ہم کو عطا کرے گا' پھر اللہ تعالیٰ ان دونوں کو کوئی اولاد عطا کر دے تو شیطان اس بچہ کو ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ (بخاری:۱/۶۳،۴حدیث:۱۳۱۶۶)

اپنی اولاد کی سدھار، ان کو نیک وصالح مسلمان بنانے اور ان کو شرکیہ عقائد واعمال جو شیطانی کام ہیں سے بچانے کا گویا رسول اللہ ﷺ نے آسان نسخہ بتا دیا ہے، مگر مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد انسانی بیج کی حفاظت کا طریقہ ہی نہیں جانتی اور غفلت کے ساتھ نفسانی خواہش پوری کرتی ہے، بسم اللہ کہہ کر کوئی کام شروع کرنے سے اللہ کی نام کی برکت سے انسان گناہوں کے عمل سے بچ سکتا ہے۔

غافل انسانوں کے کان میں شیطان پیشاب کرتا ہے

شیطان فجر کی نماز سے غافل بنانے اور سُلائے رکھنے کے لئے کان میں پیشاب کرتا ہے، جس کی وجہ سے انسان غفلت کے ساتھ نماز فجر ضائع کر کے سوتا پڑا رہتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص کا تذکرہ کیا گیا، اس میں کہا گیا کہ فلاں شخص صبح تک سوتا رہا، فجر کی نماز میں حاضر نہیں ہوا، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے کان میں شیطان نے پیشاب کر دیا۔ (صحیح بخاری:۱/۱۵۳،حدیث:۱۱۱۳۳)

حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ اپنے خطبات میں حضرت امیر معاویہؓ کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: رات کو وہ سو گئے، شیطان نے کچھ اثرات پھیلا کر قلب اور دماغ کو مغلوب کر لیا، وہ تہجد میں نہ اُٹھ سکے، حالانکہ تہجد ان کے لئے فرض نہیں نفل تھی، حضرت معاویہؓ تہجد کے چھوٹ جانے پر تمام دن روتے رہے، استغفار کیا اور دعائیں مانگیں، اگلے دن عین تہجد کے وقت ایک اجنبی شخص نے آپ کے انگوٹھے کو

حرکت دی کہ اٹھئے! تہجد کا وقت ہوگیا ہے، تہجد پڑھ لیجئے، حضرت امیر معاویہؓ نے اجنبی آواز محسوس کر کے اس کا ہاتھ پکڑ لیا کہ میرے زنان خانے میں تہجد کے لئے اٹھانے کون آگیا؟ پوچھا کون ہے؟ تو بولا: میں شیطان ہوں! تہجد کے لئے اٹھانے آیا ہوں، فرمایا: کمبخت تو اور تہجد کے لئے اٹھائے؟ کیا ماجرا ہے؟ اللہ نے فرمایا کہ تو تو انسانوں کا دشمن ہے، تب شیطان نے کہا: کل میں نے آپ کو سلائے رکھا، تو تہجد چھوٹ گئی، آپ کے سارا دن توبہ و استغفار کرنے اور اللہ سے مدد مانگنے سے بہت زیادہ نیکیاں مل گئیں، آپ سو برس تہجد پڑھتے تب بھی شائد اتنی نیکیاں نہیں ملتیں، استغفار سے آپ کا درجہ بلند ہوگیا، اسی لئے میں آپ کو وقت پر تہجد کے لئے اٹھانے آیا ہوں، تاکہ ایک ہی درجہ ملے، وقت پر پڑھ لیں تو اضافہ نیکیاں اور درجات نہیں ملیں گے۔

انسان پیدا ہوتے وقت بھی شیطان نقصان پہنچانا چاہتا ہے

جب انسان ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے تو شیطان مردود سب سے پہلے پہنچ جاتا ہے اور بچہ کی کوکھ پر انگلیوں سے کچوکا لگاتا ہے، شیطان کو بھگانے کا علاج اذان ہے، اس لئے شریعت میں بچہ پیدا ہوتے ہی اس کے دائیں کان میں اذان دی جائے اور بائیں کان میں تکبیر کہی جائے، اذان دینے سے دو فائدے ہیں: ایک فائدہ بچہ دنیا میں آنے کے بعد سب سے پہلے اس کے کان میں اللہ کا نام سنائی دیتا ہے، دوسرا فائدہ یہ کہ شیطان بھاگ جاتا ہے اور بچہ اس سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آدم کے ہر بچہ کی کوکھ میں شیطان اپنی دو انگلیوں سے کچوکا مارتا ہے جس وقت بچہ پیدا ہوتا ہے سوائے حضرت عیسیٰؑ بن مریم کے، ان کو کچوکے مارنے لگا تھا لیکن اس کا کچوکا پردے میں پڑ گیا۔ (صحیح بخاری: ۱/۴۶۴، حدیث: ۳۱۸۰)

ایک دوسرے روایت میں ہے کہ بچہ جس وقت پیدا ہوتا ہے تو شیطان کی پکڑ کی وجہ سے چلا کر روتا ہے، سوائے ابن مریمؑ کے۔ (صحیح بخاری: ۱/۸۸، حدیث: ۳۳۱۶)

شیطان انسان کی گُدّی میں گرہ لگاتا ہے!

حدیث میں آیا ہے کہ انسان سوتے وقت شیطان اس کے پیچھے کی جانب سے گدّی میں تین گرہ لگاتا ہے اور ہر گرہ پر تھپکی لگاتے ہوئے اُسے رات کے لمبی ہونے کا احساس دلاتا رہتا ہے، لیکن جو مسلمان مسنون دعاء پڑھ کر اس ارادہ سے سوئے کہ اُسے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ضرور پڑھنی ہے تو وہ وقت پر اُٹھ جاتا ہے، اور مسنون دعاء کے ساتھ ہی ایک گرہ کھل جاتی ہے، وضو کرنے پر دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور نماز ادا کرنے پر تیسری گرہ کھل جاتی ہے، اس لئے فجر کی نماز ادا کرنے کے لئے اللہ سے مدد مانگ کر سوئیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شیطان تم میں سے کسی کے سر کی طرف سے گدّی پر تین گرہ لگاتا ہے جب وہ سوتا ہے، پھر گرہ پر تھپکی مارتا ہوا کہتا ہے کہ ابھی رات لمبی ہے' سوتا رہ! پھر اگر سویرے بیدار ہو کر اللہ کا ذکر کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتا ہے پھر جب وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے، پھر جب نماز شروع کرتا ہے تو تیسری گرہ کھل جاتی ہے، پھر وہ اس حالت میں صبح کرتا ہے کہ طبیعت میں نشاط اور صحت کے ساتھ خوشی ہوتی ہے۔ (صحیح بخاری: ۱/۱۵۳، حدیث: ۱۱۳۱۔ ۱/۴۶۳، حدیث: ۳۱۶۴)

اکثر مسلم محلے صبح صبح قبرستانوں کی طرح ویران نظر آتے ہیں، لوگ سوتے پڑے رہتے ہیں، خاص طور پر فجر میں مساجد میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہوتی ہے، غیر مسلم صبح سویرے جلدی اٹھ جاتے ہیں، شیطان ان پر محنت نہیں کرتا، اس لئے کہ ان کو نماز فجر ادا کرنا ہی نہیں ہوتا ہے، جب وہ ایمان قبول کرلیں گے تو پھر ان کو بھی سلانے کی محنت شروع کر دیتا ہے، اس لئے شیطان کے حربوں کو جانئے اور شرارتوں کو سمجھئے اور محفوظ رہئے۔

شیطان انسان کی ناک میں رات گذارتا ہے

وضو کرنے کے لئے ایمان والوں کو خاص طور پر ناک میں پانی ڈال کر صاف کرنے

کی تاکید ہے، جب نیند سے بیدار ہوں اور وضو کریں تو خوب اچھی طرح تین مرتبہ ناک میں پانی ڈال کر صاف کرلیا کریں، اس کی وجہ یہ ہے کہ شیطان انسان کے ناک کے بانسے میں رہ کر رات گذارتا ہے، پھر اس میں پیشاب یا غلاظت کرتا ہے، سوکر اٹھنے کے بعد ناک کے اندر میل کچیل ہوتا ہے، اس میں شیطان کی غلاظت کے اثرات ہوتے ہیں وضو کے ذریعہ شیطانی اثرات ختم ہوکر پاکی حاصل ہوجاتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے بیدار ہوجائے، پھر وضو کرنے لگے تو ضرور تین مرتبہ ناک جھاڑ لے، اس لئے کہ شیطان اس کی ناک میں بانسے میں جا کر رات گذارتا ہے۔ (صحیح بخاری: ۱/۴۶۵، حدیث: ۳۱۸۹)

مغرب کے کچھ دیر بعد شیطان و جنات نکلتے ہیں

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سورج غروب ہوکر رات شروع ہوجائے تو بچوں کو چلنے پھرنے سے روک لو، اس لئے کہ شیاطین ہر طرف پھیل جاتے ہیں، پھر جب رات کا کچھ حصہ گذر جائے تو پابندی چھوڑ دو، اور اپنے گھر کا دروازہ بسم اللہ پڑھ کر بند کرو اور اپنا چراغ بسم اللہ پڑھ کر بجھا دو، اور پانی کے برتن کو بسم اللہ پڑھ کر ڈھک دو اپنے کھانے کے برتنوں کو بسم اللہ پڑھ کر پلٹ کر رکھ دو۔ (صحیح بخاری: ۱/۴۶۳، حدیث: ۳۱۷۴، صحیح مسلم: ۲/۱۷۰)

مسلم کی روایت میں اس مضمون میں بچوں کے ساتھ مویشی یعنی جانوروں کی بھی حفاظت کی ہدایت ہے۔ (صحیح مسلم: ۲/۱۷۱)

شیطان انسان کے مقابلے غنڈا اور طاقتور ہے

ایک بزرگ نے اپنے شاگرد سے پوچھا: اگر شیطان تجھے گناہوں کی ترغیب دے تو تو کیا کرے گا؟ اس نے کہا: مقابلہ کروں گا، پھر بزرگ نے دوسری مرتبہ وہی سوال کیا، شاگرد نے وہی جواب دیا، بزرگ نے فرمایا: اگر تو کسی بکریوں کے گلّے کے ساتھ ہو اور

اس گلّے کا کتّا تجھ پر حملہ کردے اور چلنے نہ دے تو تو کیا کرے گا، اس نے کہا: میں کتّے کو مار دوں گا، بقدرِ امکان ہٹا دوں گا، بزرگ نے کہا یہ تیرے لئے مشکل کام ہے، تم کو چاہئے کہ گلّے کے مالک کو پکارے، وہ فوراً تم کو کتّے کے شر سے بچائے گا۔

اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک کمزور اور ناتواں لڑکے کو محلّے کا غنڈا، بدمعاش اور آوارہ لڑکا آئے اور زمین پر گرا کر اوپر بیٹھ جائے تو کمزور بچہ اپنی ماں یا باپ کو پکارتا ہے، جیسے ہی اس کی ماں یا باپ آتا ہے وہ غنڈا لڑکا اُسے دیکھ کر بھاگ جاتا ہے۔

ابلیس کی مثال متقی اور دنیادار کے مقابلے ایسی ہی ہے جیسے ایک آدمی بیٹھا ہوا ہے اور اس کے سامنے کھانا نہ ہو، اس پر کتے کا گذر ہو، وہ بیٹھے بیٹھے کراہیت محسوس کرتے ہوئے اس کو دھتکارتا ہے تو وہ جھٹ چلا جاتا ہے، اس کے برعکس دوسرے شخص کے پاس اگر وہ کھانا کھا رہا ہو اور ہڈی بوٹی بھی اس کے کھانے میں ہو اور وہاں سے کتے کا گذر ہو تو کتا ہڈی بوٹی کی بو سے باوجود ڈانٹنے اور بھگانے کے وہ نہیں بھاگتا، وہیں اطراف بیٹھا رہتا ہے۔

پہلی مثال متقی کی ہے کہ اس کے پاس شیطان آتا ہے تو اس کو دور کرنے کے لئے اللہ کا ذکر کافی ہے، دوسری مثال دنیادار کی ہے کہ اس کے پاس گناہ اور خواہشاتِ نفسانی اور شہوت بھری ہوتی ہے' اس سے شیطان جدا نہیں ہوتا۔

اسی طرح انسان شیطان کے مقابلے کمزور ہے، شیطان غنڈا اور طاقتور ہے، پھر وہ نظر بھی نہیں آتا، اللہ نے اس سے بچنے کے لئے کلامِ الٰہی کی آیات کا استعمال بتلایا ہے، اس کے حملے سے بچنے کے لئے ہمیں ہمیشہ پاک وصاف اور باوضو رہنے کی تعلیم دی گئی ہے، ناپاکی کی حالت میں وہ انسانوں کے دلوں میں بہت وسوسے ڈالتا ہے اور حملے کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اولادِ آدم کو فرشتہ بھی چھوتا ہے اور شیطان بھی، جب شیطان چھوتا ہے تو وہ برائی میں پڑ جاتا ہے اور حق کو جھٹلاتا ہے اور جب فرشتہ چھوتا ہے تو نیکی کی طرف جھکتا ہے، حق کی تصدیق کرتا ہے، جب تمہارے دل میں نیک خیال آئے تو سمجھ لو کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ کا شکر ادا کرو،

جب بری بات دل میں آئی تو شیطان مردود سے دور رہنے کے لئے اللہ کی پناہ مانگو۔

اس لئے جب انسان محسوس کرے کہ شیطان حملہ کرر ہا ہے' بھٹکار ہا ہے، اسلام کے خلاف وسوسے پیدا کرر ہا ہے، گناہ کرنے کا احساس دلا رہا ہے، توسمجھو کہ وہ انسان پر حاوی ہونے کی کوشش کرر ہا ہے، انسان فوراً **لَاحَــوْلَ وَ لَا قُــوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ** پڑھے **یا بِسْــمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ** پڑھے، اللہ کو مدد کے لئے پکارے **یا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ** کے ساتھ آیۃ الکرسی پڑھ لے، شیطان فوراً بھاگ جاتا ہے، انشاء اللہ انسان شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا۔

حدیث میں ہے کہ جس گھر میں سورۃ البقرہ پڑھی جائے شیطان وہاں سے بھاگ جاتا ہے۔ (ابن کثیر، حاکم) اگر کوئی رات کے وقت بستر پر سونے سے پہلے آیۃ الکرسی پڑھ لے، تو اس رات شیطان اس کمرے میں داخل نہیں ہوگا۔ (ابن کثیر)

شیطان انسان کو دھوکہ دینے میں بہت چالاک ہے

تلبیس ابلیس میں ہے کہ ایک مقام پر لوگ ایک درخت کو مقدس سمجھ کر عقیدت کے ساتھ خدا کو چھوڑ کر اس کی پرستش کرتے تھے، ایک آدمی جو خدا کو ماننے والا تھا وہ اس درخت کو کاٹنے آیا، وہاں شیطان انسان کی صورت میں آکر اس آدمی کو درخت کاٹنے سے روکنے لگا اور کہا: تم تو اس درخت کی پرستش نہیں کرتے، دوسرے اگر کرتے ہیں تو اس میں تمہارا کیا نقصان ہے؟ اس کو مت کاٹو، رہنے دو! میں تم کو ہر روز تمہارے تکیہ کے نیچے دو دینار رکھ دیا کروں گا، وہ شخص اس کی بات پر واپس چلا گیا، شیطان دو تین روز دینار دینے کے بعد دینا روک دیا، اس پر اس آدمی کو غصہ آ گیا، وہ پھر کاٹنے کے لئے آیا، شیطان وہاں پھر آدمی کی صورت میں آکر کہا کہ اب تم اس کو نہیں کاٹ سکتے، اور نہ تمہارے پاس اب مجھ سے لڑنے کی طاقت اتنی ہے جتنی پہلے تھی، اس لئے کہ پہلے تم خالص اللہ کے لئے کاٹنے کا ارادہ کئے تھے' اس وقت میں تم سے لڑ نہیں سکتا تھا، اب تم جو کاٹنے آئے ہو اللہ کے لئے نہیں بلکہ پیسوں

کے لئے کاٹنا چاہتے ہو، اس کو فوراً پٹک کر شیطان اس پر بیٹھ گیا، پھر اس کو بھگا دیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک مرتبہ شیطان نے آ کر کہا: آپ کہتے ہیں کہ اللہ کی مرضی و منشاء کے بغیر کچھ نہیں ہوتا، یہاں تک کہ کوئی مر نہیں سکتا، آپ جب یہ تعلیم دیتے ہیں تو اس پہاڑ پر سے کود دیئے!، آپؑ نے فرمایا: مردود! اللہ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے، وہ ہمارا امتحان لے سکتا ہے، مگر ہم اس کا امتحان نہیں لے سکتے۔

حضرت زید بن حارثہؓ کو ایک جنگ کے موقع پر شیطان نے ایک شخص کے کلمہ پڑھ لینے کے باوجود یہ احساس پیدا کروایا کہ یہ اپنی جان بچانے کے لئے کلمہ شہادت پڑھ کر ایمان کا اظہار کر رہا ہے، قتل کروا دیا، جب اس بات کی اطلاع حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی تو آپؐ نے ناراض ہو کر حضرت زیدؓ کو ڈانٹا کہ تم کو اس آدمی کے دل کی حالت کیا معلوم تھی کہ وہ دِکھاوے کے لئے ایمان لایا یا حقیقت میں دل سے کلمہ پڑھ کر ایمان قبول کر رہا ہے یا نہیں؟ پھر آپؐ نے خون بہا (دِیت) ادا کیا۔

غرض انسان زندگی کے کاروبار میں بہت ساری باتوں میں اس کا شکار ہو جاتا ہے۔

ہر انسان کے ساتھ ایک فرشتہ اور ایک شیطان ہوتا ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر انسان کے ساتھ ایک فرشتہ اور ایک شیطان ہوتا ہے، صحابہؓ نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا آپ کے ساتھ بھی؟ فرمایا: ہاں! میرے ساتھ جو شیطان ہے اس کا اثر مجھ پر کیا پڑتا' میرا اثر اس پر پڑا اور اس کی حیثیت ہی بدل گئی' وہ مسلمان ہو چکا ہے، اس کے شر سے میں محفوظ ہوں، اللہ نے مجھے اس پر غالب کر دیا۔ (صحیح مسلم)

حضرت عمرؓ کو دیکھتے ہی شیطان بھاگ جاتا تھا، اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کو اسلام قبول کرنے کے بعد اتنا طاقتور ایمان دیا تھا کہ اسلام کی خاطر آپ کا جلال اور اللہ کی نافرمانی پر آپ کا غصہ دیکھ کر ابلیس بھی بھاگتا تھا، شیاطین ہر راستے اور ہر گلی کوچے میں تاک میں

بیٹھتے تھے کہ کہیں اُدھر سے عمرتو نہیں آرہے ہیں۔

بخاری شریف میں ایک حدیث تین مقامات میں بیان کی گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قریش کی کچھ عورتیں بیٹھ کر زور زور سے باتیں کررہی تھیں، اسی اثناء میں حضرت عمرؓ تشریف لائے، حضرت عمرؓ کے آتے ہی تمام عورتیں جلدی جلدی دوڑ دوڑ کر پردے میں چلی گئیں، اور بالکل خاموش ہوگئیں، یہ منظر دیکھ کر حضور ﷺ مسکرانے لگے، تو حضرت عمرؓ کے پوچھنے پر حضور ﷺ نے فرمایا: میں اس لئے ہنس رہا ہوں کہ عورتیں میرے سامنے نڈر ہوکر باتیں کررہی تھیں اور جونہی تمہاری آواز سنی تو پردے کے اندر چلی گئیں اور بالکل خاموشی اختیار کرلی، تو اس پر حضرت عمرؓ نے (خواتین کو مخاطب کرکے) فرمایا: اے اپنی جان کی دشمنو! تم مجھ سے ڈرتی ہو اور حضور ﷺ کی ہیبت تمہارے دلوں میں نہیں ہے؟ تو عورتوں نے جواب دیا: اے عمرؓ! تم حضور ﷺ سے زیادہ سخت گیر ہو، اس لئے تم سے ڈر لگتا ہے، اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا: اے عمرؓ! جس راستے سے تمہارا گذر ہوتا ہے اُدھر سے شیطان گذر نہیں سکتا۔ (صحیح بخاری: ۱/۴۶۵، حدیث: ۳۱۸۸)

شیطان انبیاء کرام علیہم السلام پر نہ اپنا اثر ڈال سکتا ہے اور نہ ان کی صورت اختیار کرسکتا ہے، حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر خواب میں کسی نے مجھے دیکھا تو اس نے مجھے ہی دیکھا، شیطان کو یہ قدرت نہیں کہ وہ میری صورت میں آئے اور میرا نام لیکر کہے کہ میں ہوں، وہ ایسا نہیں کرسکتا۔

شیطان کا اصل گھوڑا' انسان کا نفس امارہ ہے!

جب انسان نیک اور متقی و پرہیزگار ہوتا ہے، اللہ کے پاس جواب دینے کا پختہ عقیدہ رکھتا ہے تو بُرا خیال اور گناہ کا خیال آتے ہی وہ اللہ کو پکار کر مدد مانگتا ہے، اور **لاحول ولاقوۃ الا باللہ** پڑھ کر گناہ سے نفرت کرتا ہے، تو اللہ کے حکم سے رحمت کا فرشتہ اس سے قریب رہتا ہے اور نیکی میں مدد کرنے کے لئے' شیطان کو اس کے نفس پر قابو

پانے نہیں دیتا، جس کی وجہ سے انسان کا نفس امارہ دب کر نفس لوّامہ (نیکی کا حکم کرنے والا اور برائی کرنے پر ملامت کرنے والا نفس) غلبہ پالیتا ہے، جس کی وجہ سے شیطان اس انسان کو گناہ کی دعوت نہیں دے سکتا۔

اس کے برعکس اگر انسان کمزور ایمان رکھے یا ایمان سے خالی ہو تو آخرت کا خوف نہ رکھے تو شیطان نفس پر قبضہ کر کے خواہشاتِ نفسانی سے گناہ کی دعوت دیتا ہے اور اس انسان سے برائی اور گناہ کا پختہ ارادہ کروالیتا ہے، تب شیطان نفس امارہ کے ذریعہ نفس لوّامہ کو دبا دیتا ہے اور نفس امارہ پر سوار اور غالب ہو جاتا ہے، اور انسان نفس امارہ کی ترغیب پر برائی کو برائی سمجھنے اور گناہ کو گناہ سمجھنے کے باوجود ضمیر کی آواز کے خلاف جسم کے مختلف اعضاء سے مختلف گناہ کے کام کرتا ہے، نفس امارہ غالب ہو جانے کے بعد رحمت کا فرشتہ اس انسان کے پاس سے ہٹ جاتا ہے، اور جب فرشتہ ہٹ جاتا ہے تو شیطان کو آزادی مل جاتی ہے وہ انسان سے جو چاہے گناہ کے راستوں کی ترغیبات دیتا ہے، مگر پھر بھی اللہ کی مشیت کے خلاف انسان سب ہی گناہوں میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔

اگر انسان مضبوط ایمان والا آخرت کا خوف رکھنے والا، گناہوں سے نفرت کرنے والا ہو تو شیطان اس انسان پر محنت نہیں کرتا، اس سے ناامید ہو کر اس کو چھوڑ دیتا ہے، مگر چوری چوری اُسے تاکتا رہتا ہے جیسے کتا تاکتا رہتا ہے، پوری نظر رکھتا ہے، ذرا غافل ہوتے ہی اپنا اثر ڈالتا ہے، اس نے اپنے لشکروں کو صحابہؓ کے درمیان بھیجا، مگر اس کے لشکر زیادہ تر ناکام لوٹے، صحابہؓ سے کبھی کچھ غلطی ہوگئی تو فوراً سچی سخت توبہ کی، غامدیہ قبیلہ کی صحابیہؓ اور معز اسلمیؓ نے تو سنگسار ہو کر توبہ کی، اس پر اُسے ناامیدی ہوئی، اس نے اس وقت صحابہ پر محنت کرنے سے اپنے لشکروں کو روک دیا اور کہا کہ ان کے بعد جو لوگ آئیں گے ان پر محنت کرنا، چنانچہ عبداللہ بن سبا کی شکل میں صحابہؓ میں داخل ہو کر آپس میں بہت اختلافات وغلط فہمیاں پیدا کروائیں اور انسانوں کو لڑائیوں اور جنگوں میں مبتلا کر دیا۔

نفس امارہ شیطان کا ریموٹ ہے، وہ اس ریموٹ کے ذریعہ ہر گناہ کی ترغیب دیتا

ہے، جس طرح ٹی وی پر انسان ریموٹ ہاتھ میں لیکر بے حیائی والی فلمیں دیکھتا ہے۔

نفس امارہ وشیطان، ایمان والوں کے بہت بڑے دشمن ہیں

جب انسان جسم کو عیش و مستی کی غذائیں کھلا کر طاقتور اور تندرست بناتا ہے تو نفس امارہ طاقتور ہوتا چلا جاتا ہے اور اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری میں سستی شروع کر کے روح پر غالب رہتا ہے، روزہ کے ذریعہ مسلمانوں کو بھوکا رکھوا کر نفس کو روح کے کنٹرول میں چلنے کی تربیت اور مشق کروائی جاتی ہے، تاکہ نفس کمزور رہے اور شیطان کی سواری نہ بنے، نفس امارہ اور شیطان انسان کے دو زبردست دشمن ہیں، اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق سے واپس آتے ہی فوراً جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی ترغیب دی، اور نفس وشیطان کے ساتھ جہاد چند دن اور مختصر نہیں بلکہ زندگی بھر موت تک کرنا ہے۔

ایک مرتبہ ابلیس کی ملاقات حضرت یحییٰ علیہ السلام سے ہوئی، آپؑ نے اس سے پوچھا: یہ لٹکن تیرے پاس کیسے؟ اس نے کہا: یہ میری شہوتیں ہیں، جن میں میں اولادِ آدم کو مبتلا کرتا ہوں، حضرت یحییٰؑ نے پوچھا: کیا ان میں میرے واسطے بھی کچھ ہے؟ اس نے کہا: جب آپ شکم سیر ہوتے ہیں تو نماز پڑھنا آپ پر مشکل کر دیتا ہوں، اور ذکرِ الٰہی آپ پر بار ہو جاتا ہے، حضرت یحییٰؑ نے پوچھا: اس کے سواء اور بھی کچھ ہے؟ کہا: بخدا! اور کچھ نہیں، حضرت یحییٰؑ نے کہا: اللہ کی قسم! اب میں کبھی ہرگز پیٹ بھر کھانا نہیں کھاؤں گا، ابلیس نے کہا: اللہ کی قسم! میں اب کبھی کسی مسلمان کی خیر خواہی نہیں کروں گا۔ (تلبیس ابلیس)

حدیث شریف میں ہے کہ رمضان کے مہینہ میں سرکش شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے، چنانچہ اسی وجہ سے نفس امارہ کا زور ٹوٹ جاتا ہے اور نفس امارہ اپنا زور نہیں چلا سکتا۔

شیطان کو کسی کا ہاتھ پکڑ کر گمراہ کرنے کی اجازت نہیں دی گئی

شیطان اگر کسی کو نظر آتا تو کوئی بھی اس کے چال میں نہیں پھنستا، وہ اگر انسانوں

کونظر آتا تو کوئی بھی اس کے دھوکے اور فریب میں جلدی نہ پھنستا، اس نے آسمان میں ذلیل اور راندۂ درگاہ ہونے کے بعد حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سے انسانوں کے رگ و ریشہ میں خون میں دوڑنے کا اختیار دینے کی درخواست کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان انسان میں خون کے چلنے کی جگہ چلتا ہے۔ (صحیح بخاری: ۱/۲۷۳، ۱/۴۰۴) اللہ نے اُسے وہ اختیار بھی دیا، اس کو اجازت تو دیدی مگر کسی انسان کو زبردستی ہاتھ پکڑ کر گناہ کے راستے پر چلانے کا اختیار نہیں دیا۔

چنانچہ وہ انسانوں سے غائب رہ کر انسان کے رگ و ریشہ میں دوڑنے کی اجازت لیکر پہلے انسانوں کے نفس امارہ کو اپنے کنٹرول اور قابو میں کرنے کی کوشش کرتا ہے، نفس امارہ اس کا گھوڑا ہے، پھر وہ نفس امارہ کے ذریعہ انسان کے جسم میں خون کی طرح دوڑ کر انسان کے فکر وخیالات، جذبات اور عقائد میں خرابی پیدا کرتا ہے، نفس امارہ ہی سے انسان کے فکر وخیالات خراب ہوتے ہیں، مردہ انسان کے جسم میں خون دوڑتا ہی نہیں جس کی وجہ سے فکر وخیالات پیدا نہیں کرسکتا۔

اور فکر وخیالات کو خراب کر کے گمراہی پر ڈال کر جسم کے پورے اعضاء کو نفس امارہ ہی کے ذریعہ اللہ کی نافرمانی اور بغاوت پر اکساتا ہے، نفس امارہ ہی کے ذریعہ گناہوں کا شوق دلاتا ہے اور جسم کے اعضاء سے نفس امارہ کے ذریعہ گناہ کرواتا ہے، وہ اگر نظر آتا تو نہ انسانوں کا امتحان لیا جاسکتا تھا اور نہ انسان دھوکہ اور فریب کھاتا، اللہ نے اس کو غائب رکھ کر انسانوں کے دل و دماغ کو نفس امارہ کے ذریعہ فکر وخیالات کو گمراہ کرنے کا اختیار دے کر اور پھر انسانوں کو کھلے طور پر اس کے دشمن ہونے کا احساس دلا کر یہ امتحان لے رہا ہے کہ کون اس کو اپنا دوست بناتا ہے اور کون اس کو دشمن سمجھ کر اس سے دور رہتا ہے، کون اللہ کی جماعت میں شریک ہوتا ہے اور کون شیطان کی جماعت کا فرد بنتا ہے۔

ایک مرتبہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں اعتکاف میں تھے اس وقت ام المؤمنین حضرت صفیہؓ بنت حُیّ آپؐ سے ملاقات کے لئے گئیں، شام کا وقت تھا، راستہ

سنسان تھا، آپؐ سے ملاقات کے بعد واپس ہو رہی تھیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپؓ کو رخصت کرنے کے لئے کچھ دور ساتھ آئے، اتنے میں دو انصاری صحابہؓ نے آپ کو دیکھ کر سلام کیا اور تیزی سے جانے لگے، آپؐ نے ان کو آواز دے کر ٹھہرایا اور فرمایا: سنو! یہ میری بیوی صفیہ بنت حیؓ ہے، انصاری صحابہ نے حیرت سے کہا: یارسول اللہ ﷺ بھلا آپ پر کسی کو بدگمانی ہوسکتی ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح دوڑتا ہے، میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ تمہارے دلوں میں بدگمانی پیدا نہ کردے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے، تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے، اس حال میں کہ اس سے آواز کے ساتھ ریح خارج ہوجاتی ہے، پھر اذان مکمل ہوتی ہے تو واپس لوٹ آتا ہے، پھر جب اذان کے الفاظ سے تکبیر کہی جاتی ہے تو دوبارہ اسی طرح پشت پھیر کر بھاگتا ہے، پھر تکبیر کے بعد واپس آتا ہے، یہاں تک کہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان تشویش اور خطرات پیدا کرتا ہے، خیالات کو بھٹکاتا ہے حتی کہ نمازی کو یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ تین رکعت پڑھی ہیں یا چار رکعت پڑھی۔ (صحیح بخاری::۱/۴۶۴، حدیث:۳۱۷۹)

اللہ کی اجازت کی وجہ سے وہ انسان کے نفس کو خواہشات پر ابھار سکتا ہے، گناہوں کو خوشنما بنا کر لذتوں اور عیش ومستی کے سبز باغ دکھا سکتا ہے، انسانوں میں حرص اور لالچ پیدا کرسکتا ہے، علم حاصل کرنے میں سستی وکاہلی پیدا کرسکتا ہے، علم کا غلط مطلب ذہن میں پیدا کرسکتا ہے، عابدوں کو یہ تصور دلاسکتا ہے کہ علم شریعت کے بغیر سب کا دیکھا دیکھی عمل کرتے رہو، ریاء کاری سے عبادت گذار کہلاؤ، علم پر عبادت کو ترجیح دینے کا تصور پیدا کرسکتا ہے، جاہلوں کو بغیر علم کے غلو میں مبتلا کرکے بدعات کے نیکی ہونے کا تصور دے سکتا ہے، اور ان کی جہالت میں تیزی، غصہ، لڑائی جھگڑا پیدا کرسکتا ہے، عالم کے پاس چور راستوں سے آکر اخلاص کو ختم کرنے کے لئے غرور وتکبر، تعریف وبڑائی، ریاء کاری، علمی

قابلیت کا نشہ اور دنیا پرستی میں مبتلا کر سکتا ہے، دولت کی حرص پیدا کر سکتا ہے۔

حشر کے میدان میں جب جہنمی انسان اس پر ملامت کریں گے اور اپنی گمراہی کا اُسے مجرم ٹھہرائیں گے، تو وہ کہے گا کہ تم لوگ مجھے مجرم نہ ٹھہراؤ! میں نے تم کو ہاتھ پکڑ کر زبردستی گناہ کے راستے پر نہیں لے گیا، تم خود میری دعوت پر اپنی پسند و اختیار سے برائی کو پسند کیا، میں نے حق کے مقابلہ باطل اور باپ دادا کی اندھی تقلید کی دعوت دی، علم کے مقابلے جہالت کو اچھا بتلایا، سچائی کے مقابلے جھوٹ میں فائدہ دکھایا، آخرت کے مقابلے دنیا کی چمک دمک کے مزے بتلائے، نیکی کی تکالیف کے مقابلے بدی کی لذتوں کی دعوت دی، ماننے اور نہ ماننے کے تمام اختیارات تو تم ہی کو حاصل تھے، نیکی اور بدی پر چلنے کا اختیار تم ہی کو حاصل تھا، جنت وجہنم کے راستوں پر چلنے اختیار تم ہی کو تھا، میں نے تم کو مجبور نہیں کیا اور نہ اللہ نے مجھے تم کو مجبور کرنے کی طاقت دی تھی، میں نے صرف تم کو سبز باغ دکھائے برائی میں لذتوں اور مزوں کا احساس دلایا، نفس کو خواہشات پورے کرنے کے کام دکھائے، تم نے میری دعوت پر لبیک کہا، اپنی غلطی کو مجھ پر نہ ڈالو، اصل مجرم تو تم خود ہی ہو۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کے لئے توبہ کے طریقہ نے شیطان کی پوری محنتوں پر پانی پھیر دیا

ابلیس کو جب یہ معلوم ہوا کہ انسان چاہے سمندر کے جھاگ کے برابر یا زمین سے آسمان کے برابر گناہ کرلے اگر وہ مرنے سے کچھ دیر پہلے شرک سے توبہ کرکے ایمان لے آئے یا اپنی بداعمالیوں پر اللہ سے رجوع ہوکر خالص ایمان کے ساتھ سچی توبہ کرلے تو اللہ اس انسان کے گناہوں کو معاف کرکے نیکیوں میں بدل دے گا، اس پر شیطان کو بہت مایوسی ہوئی، وہ خوب رویا اور اپنی ساری محنتوں اور کوششوں کے ضائع و برباد ہونے کا احساس کیا، اس کو اپنی محنتوں پر پانی پھر جانے کا احساس ہوگیا، اس پر اس نے انسانوں کو توبہ سے غافل اور دور رکھنے کے طریقے ایجاد کئے اور انسانوں کو توبہ کرنے کا خیال ہی پیدا ہونے نہیں دیتا۔

(۱) گناہوں کو عادت بنادیا، (۲) حقوق العباد کی تلافی کا تصور ختم کروادیا، (۳) غلو میں بدعات کے ذریعہ نیکی کا تصور دے دیا۔

انسانوں کو گناہ کے گناہ ہونے کا احساس ختم کروا کر عادت بنادیا، مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد اللہ کے احکام کے خلاف چل کر گناہ کو گناہ ہی نہیں سمجھتی، شیطان نے ان کو ان گناہوں پر چلنے کا عادی بنادیا، گناہ کے اعمال ان کی عادت بن گئے، اور مسلمان ہونے کا احساس دلا کر مطمئن کردیا، وہ اپنے جسم کے نام سے مسلمان بنے رہنے اور حکومت کے رجسٹروں میں ان کا نام مسلمان کے خانوں میں ہونے سے اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں، باپ دادا کی اندھی تقلید میں یا علم سے دوری اور ناقص علم کی وجہ سے صحابہ کرامؓ جیسا ایمان ہی نہیں رکھتے، شیطان ان کو توحید کے ساتھ شرکیہ عقیدوں میں گرفتار کر کے مطمئن رکھا ہے، وہ کبھی اپنے غلط عقائد سے توبہ ہی نہیں کرتے، نماز، روزہ، زکوٰۃ و حج سب کچھ غلط عقائد کے ساتھ ان سے یہ اعمال کرواتا رہتا ہے، ان کے غلط عقائد کی وجہ سے سارے نیک اعمال کو قبول ہونے کے قابل نہیں رکھتا۔

بہت سے مسلمان پانچ وقت کی نماز کی جگہ صرف جمعہ کی نماز کا اہتمام کرتے ہیں، نماز کا چھوڑنا گناہ نہیں سمجھتے اور اپنی مسلمانیت پر مطمئن رہتے ہیں، اور بہت سے یہود و نصاریٰ کی تقلید میں اللہ کے حکم کے باوجود پردہ نہیں کرتے، بے پردگی، بے حیائی، باریک و فیشن والا لباس اور مردوں جیسا لباس اختیار کر کے اور پردے سے نفرت کرتے ہیں، پردہ کو دقیانوسی، غیر مہذب طریقہ اور ترقی میں رُکاوٹ سمجھتے ہیں، بے پردگی ان کی عادت بن جاتی ہے، اکثر مسلمانوں کو غیر مسلموں سے زیادہ گفتگو میں گالی گلوج وفحش کلامی کا عادی بنادیا، گالی گلوج ان کی عادت بنی رہتی ہے، سیدھی گفتگو میں بھی گالی دیتے ہیں، اس کو گناہ نہیں سمجھتے۔

شیطان نے مسلمانوں میں اسلام پر صرف رمضان کی حدت تک ہی عمل کا تصور پیدا کردیا، اور برسہا برس سے وہ صرف رمضان ہی میں اسلام کی پابندی کر کے اپنے کو مسلمان سمجھ کر مطمئن رہتے ہیں، اسلام کے بعض احکام کو ماننے اور بعض کی جان بوجھ کر

خلاف ورزی کرنے کا عادی بنا کر فضول خرچی، ناچ گانا بجانا، اپنے فائدے کے لئے عام گفتگو میں جھوٹ بولنا، باپ دادا کی اندھی تقلید میں جاہلانہ رسم ورواج پر چلنا، وعدہ خلافی، نفس کی غلامی کے گناہ ہونے کا تصور ہی ختم کر دیا، اوران گناہوں کوان کی عادت بنادیا، جس کی وجہ سے اکثر مسلمان توبہ کر کے بھی ان گناوہوں کو نہیں چھوڑتے اوران سے توبہ کا خیال ہی ذہن میں پیدا نہیں کرتے، بس رسمی انداز پر خانہ پوری کرنے کے لئے توبہ کے الفاظ کو زبان سے ادا کر لیتے ہیں اور اللہ کے ساتھ توبہ کو مذاق بنائے رکھتے ہیں۔

شیطان نے اکثر مسلمانوں میں توبہ سے پہلے حقوق العباد کے گناہوں کی تلافی کا احساس ہی ختم کروادیا

مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد حقوق العباد میں ظلم کرتی ہے، ان کو مرنے سے پہلے شیطان ان گناہوں کی تلافی کا احساس ہی پیدا ہونے نہیں دیتا، مثلاً شادی بیاہ کے نام پر لڑکی سے تلک اور جوڑے کی رقمیں لینا، سامانِ جہیز لینا، ناجائز دعوتیں لینا، لوگوں سے قرض لیکر ڈبو دینا، لوگوں کے گھروں، دُکانوں اور زمین وجائیدادروں پر ناجائز قبضہ کر لینا، آپس میں جھوٹے مقدمات ڈالنا، غیبت کرنا، تہمت لگانا، پڑوسیوں کو ستانا، لوگوں کو مارنا پیٹنا، ڈرانا، قتل کرنا، وغیرہ یہ سب اعمال حقوق العباد میں آتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول کرنے کے لئے حقوق العباد کو ادا کرنے یا معاف کروانے کی شرط رکھی ہے، اکثر مسلمانوں کو شیطان ان گناہوں میں بتلا کر دیتا ہے مگر ان گناہوں کی تلافی کے لئے حقوق العباد کے تحت معافی کروانے کا مرنے تک احساس پیدا ہونے نہیں دیتا، اور وہ مسلمان ان گناہوں کے ساتھ نیکی بھی کرتے ہیں تو مرنے کے بعد ان کی نیکیوں کو برباد کرنے کے لئے ان کو مفلس بننے کے قابل بناتا ہے، ان کو حقوق العباد کے گناہوں سے سچی توبہ کرنے کا تصور پیدا ہونے نہیں دیتا، جس کی وجہ سے اکثر مسلمان ان گناہوں میں بتلا ہو کر کبھی بھی حقوق العباد کے گناہوں سے توبہ کرنے کا احساس ہی نہیں رکھتے، بس اپنی دینداری پر مطمئن رہتے ہیں، نیکیاں بھی کرتے ہیں اور حقوق العباد میں ظلم بھی جاری رکھتے ہیں، یہ بھی

شیطان کی دشمنی کی بہت بڑی چال ہے۔

توبہ سے دور رکھنے کے لئے مسلمانوں کو غلو میں مبتلا کر کے بدعات وخرافات ایجاد کرنا سکھایا

شیطان انسانوں کی کم علمی اور قرآن سے دوری اور گمراہ لوگوں کی جہالت کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے خلاف بہت سے اعمال میں غلو پیدا کروادیا، اور سنت کی جگہ بدعات کو ایجاد کر کے ان کاموں کو نیکی اور ثواب سمجھا کر دین کا تصور پیدا کروادیا، یقینی بات ہے کہ جب انسان بدعات کو دین کا حصہ اور نیکی تصور کرے گا تو گناہ نہیں سمجھے گا اور گناہ نہ سمجھ کر بدعات اختیار کر کے کبھی توبہ نہیں کرے گا۔

چنانچہ مسلمانوں کی کثیر تعداد بدعات کو نیکی سمجھتی ہے اور دین کا حصہ سمجھتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ومحبت تصور کرتی ہے، اور بدعات کو گناہ نہ سمجھنے کی وجہ سے کبھی بھی مرنے تک توبہ نہیں کرتی، چنانچہ اس غلو کی وجہ سے شیطان مسلمانوں کو شرکیہ عقائد واعمال میں مبتلا کردیا، وہ رسول اللہ ﷺ کے منع کرنے کے باوجود بزرگوں کی قبروں کو سجدہ کرتے ہیں، نماز میں سورۂ فاتحہ میں اللہ ہی کی عبادت، اللہ ہی سے دعاء کرنے کا اقرار کر کے بزرگوں اور ولیوں سے اولاد وتندرستی، نفع ونقصان، صحت، منت ومرادیں مانگتے ہیں، ان کی قبروں کا طواف کرتے ہیں، ان کے نام پر چڑھاوا چڑھاتے ہیں، صندل، عرس، قوالی کا اہتمام کرتے ہیں، گیارہویں اور بارہویں، کونڈے، محرم، علم، بڑوں کی عید وغیرہ سب مناتے ہیں، مخصوص دنوں، تاریخوں اور مہینوں کو منحوس سمجھتے ہیں، توہم پرستی میں مبتلا رہتے ہیں۔

مسجد سے زیادہ درگاہوں کو آباد رکھتے ہیں، بزرگوں، ولیوں اور پیغمبروں کے بارے میں غلو کرتے ہیں اور پیغمبر کی ذات سے محبت کرتے ہیں مگر اطاعت نہیں کرتے، قرآن مجید سے ہدایت حاصل کرنے نہیں پڑھتے، بلکہ برکت اور تعویذ گنڈوں، جھاڑ پھونک کرنے اور شیطانوں کو بھگانے کے لئے پڑھتے ہیں، خود تلاوت نہ کر کے کرایہ کے آدمیوں سے تلاوت کرواتے ہیں، کسی کی موت پر ایصال ثواب میں فقیروں محتاجوں، یتیموں اور غریبوں کو کھانا

کھلانے کے بجائے دولت مند، صاحبِ نصاب لوگوں کو ایصال ثواب کی دعوتیں دے کر خیرات کا کھانا کھلاتے ہیں، زیارت، چہلم اور برسی بھی غیروں کے رسموں کی طرح ادا کرتے ہیں، قبروں کا طواف اور سجدہ کرنا، منتیں دعائیں مخلوق سے مانگنا ان پر چڑھاوے چڑھانا ان کے نزدیک گناہ ہونے کا تصور ہی باقی نہیں رکھا۔

شیطان نے ان کو یہ احساس دلا دیا کہ جھنڈوں اور چلّوں کا احترام کرنا، ان کو بتوں کی طرح اٹھا کر لیکر پھرنا' نہ غلط ہے اور نہ گناہ ہے، ان کے سامنے سرکوبی کرنا کوئی غلط بات نہیں ہے، درگاہوں، جھنڈوں سے اولاد، نوکری، تجارت، صحت، لڑکیوں کی شادی کی دعائیں مانگنے کو شرک نہیں سمجھتے، شیطان بھی ان اعمال سے توبہ کرنے کا تصور پیدا ہونے نہیں دیتا، ان کو شرکیہ اعمال میں مبتلا کر کے ان کی نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، خیرات وصدقات سب ہی کو برباد کر رہا ہے، ان کو احساس ہونے نہیں دیتا کہ وہ توحید کے ساتھ اسلام کے ساتھ شرک پر چل رہے ہیں، شیطان اس طرح کے مختلف شرکیہ عقائد واعمال کے ذریعہ غلو کروا کر ان کے ایمان کو برباد کر رہا ہے، ان کے اندر توبہ کا احساس ہی پیدا ہونے نہیں دیتا، جنت کے خیالوں میں رکھ کر مطمئن رکھتا ہے۔

ابن ابی عاصمؒ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث روایت کی ہے کہ شیطان کہتا ہے: میں نے لوگوں سے گناہ کروائے اور ان کو ہلاک کیا، لیکن انہوں نے لا الہ الا اللہ کہہ کر اور اللہ سے مغفرت طلب کر کے مجھ کو ہلاک کیا، لیکن جب میں نے یہ دیکھا تو ان کو خواہش نفس کی پیروی میں لگا دیا، نتیجہ یہ ہوا کہ اب وہ نافرمانی کرتے ہیں اور مغفرت طلب نہیں کرتے، کیونکہ وہ اپنے عقیدہ میں ایک نیک عمل کرتے ہیں۔ (کتاب السنۃ: ۱/۹)

حضرت آدمؑ کے واقعہ میں شیطان کے بہکاوے سے خاص طور پر لباس کے اترنے کا ذکر کرنے کی وجہ کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جب حضرت آدم علیہ السلام کے جنت میں نعمتوں والے جنتی لباس کے ساتھ رہنے کا تذکرہ کیا تو اولادِ آدم کو اس بات کی تعلیم دی کہ جب حضرت

آدمؑ جنت میں تھے تو اللہ نے اپنے انتظام کے ساتھ انہیں جنت کا لباس عطا فرمایا، مگر جیسے ہی وہ شیطان کے بہکاوے اور اس کے دھوکہ میں آ گئے، حرص کی وجہ سے نفس کی اطاعت میں جنت کے درخت کا پھل کھا لیا، تو شیطان ان کے جسم کا لباس اتروا دیا، اور دونوں ایک دوسرے کے سامنے ننگے ہو گئے، پھر شرم وحیاء کی وجہ سے جنت کے پتوں سے جسم کو چھپایا۔

اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ شیطان اولادِ آدم کو نفسانی خواہشات کی دعوت دے کر سب سے پہلے بے حیاء و بے شرم بنانا چاہتا ہے، اللہ تعالیٰ نے شرم وحیاء کا عنصر انسان کی فطرت میں ودیعت کر کے رکھا ہے اور شرم وحیاء کو ایمان کا حصہ بتلایا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر دین کی ایک خصوصیت ہے، اس طرح اسلام کی بہت ساری خصوصیات ہیں، ان میں سے ایک حیاء ہے، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ایمان کی ۷۰؍شاخیں ہیں، ان میں سب سے نچلے درجہ کا ایمان راستہ کا پتھر ہٹانا ہے، اسی طرح ان شاخوں میں ایک شاخ حیاء بھی بتلائی گئی، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ حیاء اور ایمان دونوں لازم وملزوم ہیں، ان میں سے ایک الگ ہو جائے یا چلا جائے تو دوسرا باقی نہیں رہتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: حیاء ایمان کا جزءِ لازم ہے، جس کے پاس حیاء نہ رہے وہ پھر جو چاہے کرے۔

حیاء ہی سے انسانوں میں بہت سارے اخلاقی جوہر پیدا ہوتے ہیں، جو لوگ ایمان سے خالی ہوتے ہیں یا شرم وحیاء نہیں رکھتے وہ بے شرم و بے حیائی والے اعمال اختیار کرنے کو بُرا نہیں سمجھتے، چنانچہ یورپ کے سمندری ساحلوں پر عورتیں اور مرد تقریباً برہنہ حالت میں ریت پر دھوپ سینکتے پڑے رہتے ہیں، یا اسٹیڈیم میں بیٹھ کر بوس و کنار کرتے ہیں، ایمان والوں کو خاص طور پر بے حیائی و بے شرمی سے سختی سے منع کیا گیا، اور عورت کو حیاء پیدا کرنے کے لئے ایسا لباس دیا گیا جس سے اس میں بچپن ہی سے حیاء پیدا ہو سکتی ہے، حیاء کی وجہ سے انسان اپنے شرم گاہوں کی حفاظت کر سکتا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کے واقعہ میں شیطان کے دھوکہ دینے سے لباس کا جسم سے

اتر جانے کو بیان کر کے گویا یہ سمجھایا گیا کہ تمام جانداروں کے مقابلے اولاد آدم کو جو لباس عطا کیا گیا وہ پر، کھال اور چمڑا نہیں رکھا بلکہ چمڑے کے ساتھ ساتھ خاص طور پر علاحدہ لباس استعمال کرنے کا طریقہ رکھا، جانوروں کے جسم پر جو لباس پر، کھال اور چمڑے کا ہے اس کے ذریعہ ان کو موسمی اثرات اور جسم کو نقصان سے بچانے کے لئے دیا گیا ہے، وہ شرم و حیاء کے عنصر سے دور ہیں، وہ اپنی شرم گاہیں چھپا نہیں سکتے اور نہ ان کو اپنی شرم گاہوں کو چھپانے کا احساس دیا گیا، انسان کو خاص طور پر لباس عطا کر کے اس کا سب سے بڑا مقصد شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہوئے اپنے اندر شرم وحیاء کو زندہ اور باقی رکھنا ہے، لباس ہی کے ذریعہ انسان اپنے جسم کے قابلِ شرم حصوں کو چھپا سکتا ہے، پھر اللہ نے انسانوں کی فطرت میں مردوں اور عورتوں کو اپنی اپنی جنس کے لحاظ سے علاحدہ علاحدہ لباس اختیار کر کے مرد کو مردانگی اور عورت کو خوبصورتی اور نسوانیت پیدا کرنے کا موقع عطا فرمایا۔

حضرت آدم علیہ السلام کے اس واقعہ میں شیطان کی اس سازش کو پیش کر کے گویا یہ بھی سمجھایا گیا کہ وہ اولادِ آدم کو بے حیاء و بے شرم بنا سکتا ہے، اور ان میں لباس کے مقصد و اہمیت کو ختم کر کے شرم گاہوں اور جسم کے قابل شرم حصوں کو چھپانے کی اہمیت ختم کر سکتا ہے، اور انسانوں کو بے حیاء و بے شرم بنا سکتا ہے۔

چنانچہ ایمان سے خالی انسانوں کی ہر زمانے میں شرم و حیاء ختم کروا کر لباس کی اہمیت ہی ختم کروادی، زمانۂ جاہلیت میں عرب جسم کے قابل شرم حصوں کی پردہ پوشی کی کوئی اہمیت نہیں رکھتے تھے، ایک دوسرے کے سامنے بیٹھ کر بے حیائی کے ساتھ بول و براز کرتے، لوگوں کے سامنے ازار کھل جانے کو عیب نہیں سمجھتے تھے، کھلے عام سب لوگوں کے سامنے برہنہ غسل کرتے، مرد وعورتیں ننگے ہو کر کعبۃ اللہ کا طواف کرتے، آج بھی مشرقی دنیا میں لوگ پڑھے لکھے، سائنس میں ترقی کرنے کے باوجود لباس کی اہمیت و ضرورت ہی سے واقف نہیں ہیں اور فیشن والا ایسا نیم عریاں لباس استعمال کرتے ہیں جس سے جسم کے شرم حصے کھلے رہتے ہیں یا ان کی جسامت لباس سے نظر آتی ہے، یا پورے جسم

کے اعضاء کو ظاہر کر کے سیکس کی دعوت دی جاتی ہے۔

فیشن کے نام پر عورتوں کو سڑکوں پر ڈراموں، فلموں، بازاروں، دعوتوں اور کھیل کود کے میدانوں میں ننگا گھوماتے اور نچاتے ہیں، جب انسان میں شرم وحیاء ہے تو شیطان عورت کو سب سے پہلے بے حیاء و بے شرم بنا کر بے پردگی کا شوق پیدا کرتا ہے، پھر بے پردگی میں نیم برہنہ فیشن والا لباس پہن کر مردوں کو اپنی طرف راغب کرنے کا شوق دلاتا ہے، بے پردگی کے ذریعہ مردوں کی آنکھوں کو لذت دینے کے لئے ناچتی گاتی ہیں، شرم ختم کروا کر آہستہ آہستہ زنا کے راستے پر لے جاتا ہے، جس انسان میں شرم وحیاء ختم ہو جاتی ہے وہ انسان آنکھ، کان، دل ودماغ اور زبان وشرمگاہ سے زنا شروع کر دیتا ہے، حیاء کا خاص تعلق پردہ سے ہے، شیطان جس عورت کو بے پردہ بناتا ہے وہ شرم وحیاء سے پوری طرح خالی ہو جاتی ہے۔

اسلام نے حیاء پیدا کرنے کے لئے نگاہوں کو نیچی رکھنے کی تعلیم دی، نگاہیں نیچی رکھنے سے انسان زنا سے بچ جاتا ہے، حیاء کے ختم ہوتے ہی عورت مردوں جیسا لباس پہننا شروع کر دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر انسان کو یہ احساس دلایا کہ شرم وحیاء انسان میں فطری چیزیں جو شروع سے ہیں یہ چیز دنیا کی تعلیم سے پیدا نہیں ہو سکتی، مصنوعی طور پر انسان اس کا عادی نہیں بن سکتا، انسان کو خاص طور پر اپنے لباس کی حفاظت کرنا ہوگا، تب ہی اس میں یہ عنصر پیدا ہو سکتا ہے، شیطان انسان کو سیدھی راہ سے ہٹانے کے لئے نفس کا بندہ بنا کر شرم وحیاء کو ختم کرنا چاہتا ہے، اور اس میں ننگا پن پیدا کر کے گناہوں اور فاحشات کا راستہ کھولتا ہے اور جنسی لذتوں میں بھٹکانا چاہتا ہے تا کہ انسان تقویٰ و پرہیزگاری سے دو رہے، اس میں وہ انسانوں کی کثیر آبادی کو گرفتار کر چکا ہے۔

جب انسان پیغمبروں کی دعوت سے منہ موڑ کر شیطان کے فریب اور ترغیبات میں چلتا ہے، تو وہ اس کی اس فطرت سے ہٹا کر بے حیاء و بے شرم بنا دیتا ہے، جس سے وہ پہلے انسان کے ماں باپ کو مبتلا کرنا چاہا۔

شیطان مسلمانوں کولڑائی جھگڑوں میں غصہ دلا کر بے عزت کرتا ہے اور انسانوں میں دشمنی پیدا کرتا ہے

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کوانسان سے دشمنی لڑائی جھگڑا ختم کرنے کے لئے حکم فرمایا کہ اپنے دشمن کے ساتھ احسن طریقے سے پیش آ ؤ تا کہ تمہارا دشمن تمہارا دوست بن جائے اور اپنے اندر صبر کی صفت پیدا کرو، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّیِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَهُ عَدَاوَةٌ کَأَنَّهُ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ○ وَمَا یُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَمَا یُلَقَّاهَا إِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ ○ (سورۂ سجدہ:۳۴،۳۵)

ترجمہ: اور اے نبی! نیکی اور بدی یکساں نہیں ہوتی، تم بدی کا دفاع ایسے طریقے سے کرو جو بہترین ہو، نتیجہ یہ ہوگا کہ جس شخص کے اور تمہارے درمیان دشمنی تھی وہ دیکھتے ہی دیکھتے ایسا ہو جائے گا جیسے وہ (تمہارا) جگری دوست ہو، اور یہ بات صرف انہی کو عطا ہوتی ہے جو صبر سے کام لیتے ہیں، اور یہ بات اسی کو عطا ہوتی ہے جو بڑے نصیب والا ہے۔

انسان کو دنیا کی زندگی کے مختلف شعبوں سے گذرنا ہے اور خاص طور پر اس کے ایمان قبول کرنے، اسلام پر زندگی گذارنے کی وجہ سے شیطان غیر ایمان والوں میں ان سے دشمنی پیدا کرواتا رہے گا، اور ان کی عبادتوں اور دعوت وتبلیغ کے کاموں سے انسانوں کو لڑائی جھگڑوں پر اُکساتا اور دشمن بناتا رہے گا، یہ کیفیت ہر زمانے کے انسانوں میں رہی، وہ کسی نہ کسی طرح ایمان والوں کو برداشت نہ کر کے ان کی توحید کی دعوت اور بت پرستی کی مخالفت پر شیطان ان کو غصہ دلا کر ایمان والوں سے لڑنے مارنے، فساد، قتل وخون اور غارتگری پر اُکسایا پھر زندگی کے دوسرے معاملات میں معمولی معمولی باتوں پر ان سے نفرت پیدا کروا کر ان کو ستانے، ظلم کرنے پر اکساتا رہتا ہے، ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو یہ نسخۂ اخلاق سکھا رہا ہے کہ وہ جاہل، بے دین، شیطان کی جماعت والوں کی بداخلاقیوں، بدتمیزی، جہالت، گالی گلوج، لڑائی جھگڑوں کا جواب بدخلاقی، بدتمیزی،

جہالت، گالی گلوج، فحش کلامی اور لڑائی جھگڑوں سے نہ دیں، ایسے اوقات میں یہ ذہن نشین کرلو کہ دراصل شیطان ان کو تمہارے خلاف غصہ اور نفرت دلا کر اشتعال میں لا رہا ہے اور ان کو یہ سب کرنے پر اُکسا رہا ہے، ان کی ساری جہالت کی حرکتیں شیطان کی اُکساہٹ ہے، جو ان کو غصہ اور نفرت دلا کر تم میں غصہ کے جذبات بھڑکا کر تم سے غلطی کروانا چاہتا ہے، تاکہ تم میں اور ان میں دشمن اور نفرت بڑھ جائے اور تم ان کو دعوتِ ایمان دینے سے دور ہو جائیں اور وہ تم سے نفرت کرتے ہوئے ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں سے بغض و عداوت کا ذہن رکھیں۔

جب بھی انسانوں سے جہالت ولڑائی جھگڑے کا ماحول پیدا ہو جائے تو مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندہ بن کر صبر اختیار کریں اور داعی کی حیثیت سے یکطرفہ صبر اختیار کریں، تاکہ لڑائی و دشمنی بڑھنے نہ پائے اور تمہاری بے عزتی بھی نہ ہونے پائے، دعوت کی غرض سے یکطرفہ صبر کو اپنے اندر پیدا کر کے اس کو بزدلی مت سمجھو، اگر تم نے جہالت اور شیطانی باتوں کا جواب جہالت وشیطانیت ہی سے دیا تو پھر تم دیکھنے والوں میں بھی، سماج اور معاشرے میں بھی نیک انسان کے بجائے جاہل اور جھگڑالو ہی سمجھے جاؤ گے، پاگل انسانوں کے ساتھ پاگل بننا عقلمندی نہیں، گالی کا جواب گالی سے دینا نیکی نہیں، بیوقوفوں اور جاہلوں کے مقابلے عقلمندی وسمجھ داری کا مظاہرہ کرنا اللہ کی جماعت یعنی حزب اللہ ہونے کی پہچان ہے۔

عام طور پر دشمن اور لڑائی کے وقت شیطان نیک سے نیک انسان کو نیکی کا مظاہرہ کرنے نہیں دیتا اور نیک انسان کو اشتعال دلانے اور اس کو شائستگی وشرافت اور نیکی کے راستے سے ہٹا کر دشمن کو سخت سے سخت جواب دلوانا چاہتا ہے، بڑا خیر خواہ اور ہمدرد بن کر احساس دلاتا ہے کہ اس کی زیادتی اور گالی گلوج برداشت نہ کرو بلکہ اینٹ کا جواب پتھر سے دو، اس کا منہ توڑ جواب دو ورنہ تم بزدل کہلاؤ گے، اور عام طور پر جس انسان میں بظاہر شرافت ہوتی ہے اور جس کی تربیت صحیح نہیں ہوتی اور جو داعی کے ذہن سے خالی ہوتا ہے،

غصہ اور لڑائی کے وقت اس کے اندر کا شیطان ظاہر ہو جاتا ہے کہ وہ بھی بظاہر دیکھنے میں شریف انسان تھا، مگر غصہ پر قابو نہ رکھ کر اپنے اندر کے شیطان کو باہر ظاہر کر دیتا ہے۔

دشمنی، مخالفت اور غصہ کے حالات میں اللہ کی پناہ مانگتے رہئے، جب مؤمن ایسی حالت میں یہ تصور کرے گا کہ اللہ یہ سب حالات دیکھ رہا ہے، عزت و ذلت کا دینے والا وہی ہے تو اس میں صبر پیدا ہوگا اور وہ سکون و اطمینان پا کر اپنے نفس امارہ پر نفس لوامہ کو غلبہ دے گا، جس کی وجہ سے شیطان اس پر حاوی نہ ہو سکے گا اور پھر دشمن سے احسن طریقے پر گفتگو کرے گا، دشمن کی بداخلاقی اور گالی گلوج پر عمدہ اخلاق کا مظاہرہ کر کے اپنی گفتگو سے اس کو زیر اور شرمند کرنے کی کوشش کریں، مومن کا برائی کے رویہ کے خلاف احسن طریقے سے پیش آنے پر دشمن ذلیل بھی ہوگا اور شرمندگی بھی محسوس کرے گا، اور مؤمن سے نفرت کا برتاؤ نہیں کرے گا، آئندہ اس کی دشمنی ختم ہو کر تعلقات بنے رہنے کے اثرات دوستی پیدا ہونے کے حالات باقی رہ سکتے ہیں، حدیث میں حضرت ثمامہؓ کا قصہ ملتا ہے جو صحابہؓ کی جماعت کا قاتل تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسن سلوک سے متاثر ہو کر وہ حضور ﷺ کے دیوانے بن گئے، دشمن رسول سے صحابی رسول بن گئے۔

مولانا منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ آزادی کے زمانے میں جبکہ چاروں طرف فسادات ہو رہے تھے ایک ٹرین کے سفر میں ایک بوگی میں اپنے دو چار مریدوں کے ساتھ سوار ہوئے اور ایک جگہ تھوڑی سی کھلی جگہ میں بیٹھنا چاہا، اس پر ایک سادھو مہاراج لیٹے ہوئے تھے، ان کے چیلوں نے وہاں بیٹھنے سے منع کر دیا، اتفاق سے مہاراج کو ٹھنڈے پانی کی ضرورت محسوس ہوئی، انہوں نے چیلوں سے برف مانگا، مگر برف ان کے پاس نہیں تھا، حضرت وہیں کھڑے کھڑے سن رہے تھے، اچانک ایک اسٹیشن پر گاڑی رُکی تو حضرت کسی سے بولے بغیر نیچے اترے اور پانچ کیلو کا ایک برف کا ٹکڑا لا کر گرو جی کو پیش کیا، گرو جی یہ دیکھ کر بہت تعجب کئے اور شرمندہ ہوئے کہ ابھی ان کو میرے شاگردوں نے یہاں بیٹھنے سے منع کیا اور یہ میرے ساتھ اس طرح اچھے اخلاق سے پیش آرہے ہیں،

گروجی نے کہا: میں آپ کا تحفہ ضرور لوں گا، مگر آپ میری اس جگہ پر لیٹیں گے اور میں آپ کے چرنوں میں بیٹھوں گا۔

اللہ تعالیٰ اس آیت کے آخری حصہ میں فرماتا ہے کہ اس طرح کے برداشت کا عمل وہی شخص کرسکتا ہے جو انتہائی صبر رکھنے والا اور صاحبِ نصیب ہو، چنانچہ مؤمن کا اس طرح کا مظاہرہ شیطان کو شکست دے سکتا ہے اور معاشرے میں دعوت کی فضاء کو باقی رکھ سکتا ہے ورنہ شیطان جاہل لوگوں کے مقابلے مؤمن کو اُکسا کر دعوت کی فضاء کو خراب کردیتا ہے اور انسانوں میں دشمنی پیدا کرکے ایک دوسرے سے دور کردیتا ہے، اور اسلام کو سمجھانے کے مواقع سے ختم کردیتا ہے۔

مسلمان آپس میں بھی خاندانی جھگڑوں میں قوتِ برداشت نہ رکھ کر اپنی مذہبی حیثیت کو برباد کرلیتے ہیں، جہالت کا جواب جہالت سے ہی دیتے ہیں، تعلقات باقی نہیں رکھتے، شیطان خاندانی معاملات میں داخل ہوکر خاص طور پر میاں بیوی میں جدائی کروانے کی بھرپور کوشش کرتا ہے تاکہ ان دونوں میں طلاق کی نوبت آجائے اور ان کے خاندان آپس میں ایک دوسرے کے دشمن بن کر تعلقات توڑلیں، عام طور پر مرد کی جہالت وزیادتی اور ناانصافی پر عورتیں صبر نہیں کرتیں، زبان درازی اور بحث وتکرار کرکے شوہر اور اس کے ماں باپ کو غصہ دلاتی ہے، پھر اپنی نادانی سے میکے جاکر بیٹھ جاتی ہے، یہاں تک کہ طلاق کی نوبت آجاتی ہے، شیطان عورت کو اپنا ہتھیار بناکر بے قابو کرلیتا ہے اور طلاق دلواکر عورت کو بے سہارا بناکر دوسرے نکاح سے بھی محروم رکھ کر محتاجی والی بے عزتی کی زندگی گذارنے پر مجبور کرتا ہے، طلاق کے ذریعہ اولاد کی پرورش اور تربیت کو تباہ کردیتا ہے، شیطان اولاد کو صحیح مسلمان بنانے کی محنت کرنے ہی نہیں دیتا۔

امام احمد بن حنبلؒ نے لکھا ہے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بے تحاشہ گالیاں دے رہا تھا، حضرت ابوبکرؓ بہت دیر تک خاموشی سے اس کی گالیاں سنتے رہے، حضور ﷺ

کھڑے ان کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے، آخر کار حضرت ابوبکرؓ کا صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا، انہوں نے بھی جواب میں اُسے ایک سخت بات کہہ دی، ان کی زبان سے وہ بات نکلتے ہی رسول اللہ ﷺ کے چہرے مبارک کی کیفیت بدل گئی، آپ ﷺ فوراً وہاں سے چلے گئے، حضرت ابوبکرؓ نے جب آپ کے پیچھے آ کر آپ کے چلے جانے کی وجہ پوچھی اور کہا کہ جب تک وہ گالیاں دے رہا تھا تو آپ مسکرا کر سنتے رہے، مگر جب میں نے اُسے جواب دیا تو آپ کچھ ناراض ہو کر چلے آئے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم خاموش تھے تو ایک فرشتہ تمہاری طرف سے اس کو جواب دے رہا تھا، (اس پر لعنت وملامت کر رہا تھا) مگر جب تم بول پڑے تو فرشتہ کی جگہ شیطان آ گیا، میں شیطان کے ساتھ تو نہیں ٹھہر سکتا۔

ہر نیک انسان کو شیطان صبر کا پیمانہ ختم کروا کر اشتعال دلاتا ہے اور اس کی شائستگی و شرافت اور نیک نامی کو برباد کرنے کی فکر کرتا ہے، دشمن کو سخت سے سخت بنانا چاہتا ہے۔

ایک بزرگ کا واقعہ ہے کہ ان کا پڑوسی شیطان کی ترغیب پر ان کو ہر روز اپنے گھر میں سے کچھ نہ کچھ گالیاں دیتا تھا، اور یہ ہر روز اس کو کوئی اچھی چیز تحفہ بھیجتے تھے، آخر کار ایک دن وہ ضمیر کی آواز پر بزرگ کو گالیاں دینا بند کر دیا تو بزرگ نے بھی اس کو تحفہ بھیجنا بند کر دیا، اس نے ایک دن وجہ پوچھی تو بزرگ نے کہا کہ تم شیطان کے ساتھی بن کر مجھے گالیاں دیتے تھے اس پر تمہاری نیکیاں مجھے مل رہی تھیں اور میرے گناہ تم اپنے حق میں لے رہے تھے، جب یہ تجارت بند ہو گئی تو میں نے بھی تم کو تحفہ دینا بند کر دیا۔

اگر مسلمان اللہ تعالیٰ کی اس ہدایت پر جو ان آیات میں دی گئی ہیں عمل کرتے رہیں تو گھریلو زندگی، انفرادی زندگی اور اجتماعی زندگی اور غیر مسلموں کے ساتھ والی زندگی میں سب کو اپنا دوست اور ہمدرد بنا سکتے ہیں اور سب سے عمدہ تعلقات کے ساتھ زندگی گذار سکتے ہیں اور شیطان کی مکاریوں، حربوں اور دھوکہ وفریب سے محفوظ رہ سکتے ہیں، مگر اسلامی تربیت کے نہ ملنے کی وجہ سے انسان ذرا سے غصہ اور نفس کو تکلیف پہنچنے پر شیطان کا شکار ہو کر انتقام کی آگ میں گرفتار ہو جاتا ہے اور غیر مسلموں کے اعمال اختیار کر لیتا ہے۔

شیطان انسان کو اپنی اولاد کی دینی تربیت سے غافل رکھتا اور دولت کی فضول خرچی کا شوق دلاتا ہے

ترجمہ: اوران میں سے جن پر تیرا بس چلے انہیں اپنی آواز سے بہکالے اوران پر اپنے سواروں اور پیادوں کی فوج چڑھالا اوران کے مال واولاد میں اپنا حصہ لگالے اوران سے خوب وعدے کرلے،اورحقیقتاً شیطان ان سے جو وعدہ بھی کرتا ہے وہ دھوکہ کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔(الاسراء:٦٤)

شیطان انسان کی اولاد اور دولت کو ضائع اور برباد کرنے کا شوق دلاتا ہے، چنانچہ فضول خرچی کرنے والوں کوقرآن مجید میں شیطان کے بھائی کہا گیا ہے،اس لئے کہ انسان زیادہ تر دولت جواللہ کی نعمت ہوتی ہے اس کو اللہ کی بغاوت اور شیطان کی سکھائی ہوئی ترغیبات پرضائع کرتا ہے، دولت کوآخرت بنانے میں استعمال نہیں کرتا، بلکہ اسراف کے ذریعہ ان چیزوں پر مال خرچ کرواتا ہے جوان کی ضرورت نہ ہوں، دولت سے اپنی نفسانی خواہشات پوری کرتا ہے، شیطان انسان کومرنے کے بعد دولت کے حساب دینے سے غافل بنائے رکھتا ہے،اوردولت کو ذاتی محنت کی کمائی سمجھا تا ہے، دولت انسان اپنی محنت سے کما تا ہے مگراس کے کمانے اورخرچ کرنے میں شیطان نفسانی خواہشات پیدا کرکے اللہ کی خوب نافرمانی کرواتا ہے، اوراس کی پوجا کرواتا ہے، خدا کے مقابلے دولت کے لئے مرنے جینے کا احساس کرواتا ہے، خدا سے بڑھ کر دولت سے محبت پیدا کرواتا ہے، جس کی وجہ سے انسان گناہوں میں گناہ جان کر دولت حاصل کرنے لگاتا ہے۔

اسی طرح اللہ نے اولاد کوجہنم سے بچانے کی ماں باپ کوخاص طور پرتا کید کی ہے، لیکن ماں باپ اپنی اولاد کی صرف دنیا بنانے کی محنت کرتے ہیں اوران کوجہنم میں جانے کے قابل بنائے رکھتے ہیں، وہ اولاد جو ماں باپ کے ساتھ رہتی اور پرورش پاتی ہے،شیطان ایسے ماں باپ پراپنا جادوایسا چلاتا ہے کہ وہ اپنی اولاد کی روحانی تربیت سے بالکل غافل بنے رہتے ہیں اوران کی پرورش ایسے کرتے ہیں جیسے یتیم بچوں کو پالا جاتا ہے۔

ساری فکر ماں باپ کواپنی اولاد کی دنیا بنانے کی ترغیبات دیتا ہے، جس کی وجہ سے

مسلمانوں کا معاشرہ نئے آنے والے انسانوں کی بداعمالیوں سے گندہ معاشرہ بنتا ہے، شیطان کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ انسانی معاشرے کی سدھار اور بگاڑ اولاد کو نیک اور بد بنانے میں ہے، وہ ماں باپ کے نفس پر ایسے سوار رہتا ہے جیسے وہ خود اولاد کا باپ ہے، انہیں کبھی دیندار بنانے کی فکر پیدا ہونے ہی نہیں دیتا۔

شیطان بہت سے لوگوں کو نیک کاموں کا احساس دلا کر اپنی اولاد سے غافل بنادیا، اور ان کو اپنا مال اور محنت سب سے پہلے اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے کے بجائے دوسرے انسانوں کی سدھار کی فکر دلاتا ہے، ایسے لوگ اپنے اہل وعیال کی بے دینی کی فکر نہیں کرتے، گویا چراغ تلے اندھیرا، حالانکہ اللہ نے اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم سے بچانے کا حکم دیا۔

مادری زبان سکھانے سے والدین کو غافل کردیا

عجمی ممالک میں فارسی زبان ختم ہوجانے کے بعد ان ممالک میں عربی زبان کے بعد دینی تعلیم کا بہت بڑا حصہ اردو زبان کے لٹریچر میں موجود ہے، اس زمانے کے ماں باپ انگریزی زبان سکھانے کے شوق میں اولاد کو اردو زبان سکھانے سے محروم کررہے ہیں، جس کی وجہ سے شیطان نئی نسل میں دین کو کمزور کرکے ان کو دین سے ناواقف بنارہا ہے، اور ماں باپ کو مادری زبان اردو سکھانے سے غافل کررہا ہے، آئندہ چل کر ان کی اولاد ارتداد اور دہریت کی طرف جاسکتی ہے۔

شیطان مختلف طریقوں سے انسانوں کو گمراہ کرتا ہے

شیطان دنیا میں آنے کے بعد انسانوں پر سب سے پہلا وار حضرت آدمؑ کے بیٹے قابیل پر کیا اور قابیل کو بہکا کر اپنے بھائی ہابیل سے حسد میں مبتلا کرکے ناانصافی کروایا، اور جس لڑکی سے ہابیل کا نکاح ہونا تھا اس وقت کی شریعت کے مطابق طے تھا اس لڑکی سے نکاح کی خاطر ہابیل کو قتل کروایا اور اللہ کے قانون کی خلاف ورزی کروائی۔

دین اسلام میں جو شرک کی ابتداء ہوئی وہ حضرت نوحؑ کے بعد ہوئی، حکیم الاسلام

حضرت قاری محمد طیب قاسمی صاحبؒ اپنے خطبات میں بیان کیا کہ حضرت نوح علیہ السلام مجلسوں میں زیادہ بیٹھنے والے پانچ بزرگ تھے، وہ حضرت نوحؑ کی امت کے خاص لوگ بن گئے، جب ان کا انتقال ہوگیا تو لوگ ان کی روحانیت تقویٰ و پرہیزگاری اور وعظ و نصیحت سننے اور سیکھنے سے محروم ہوگئے۔

اس وقت شیطان نے ان کے دل میں یہ خیال پیدا کیا کہ ان بزرگوں کے مجسمے بنا کر ان کے مقامات پر رکھو تاکہ ان مجسموں کو دیکھنے سے ان کی یاد اور تعلیمات یاد آجائیں، تب ہم میں پرہیزگاری کی کیفیت پیدا ہوجائے گی، ان کے نام وُدّ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر تھے، ان کا قرآن کریم میں بھی ذکر ہے، ان کے پانچ بت بنا کر ان کے رہنے کے مقامات پر رکھے گئے، تاکہ ان مجسموں کے ذریعہ یاددہانی ہوتی رہے، پوجنا مقصود نہیں تھا۔

ابتداء میں جب تک لوگوں میں صحیح عقیدہ تھا، اللہ کی معرفت تھی لوگ ان بزرگوں کی زندگیوں سے نصیحت حاصل کرتے رہے، لیکن جب دوسری نسل آئی، ایمان کمزور ہوا تو کچھ لوگ خدا کی طرف اور کچھ بتوں کی طرف متوجہ ہونا شروع ہوگئے، ان کا ایمان توحید اور شرک کا مخلوط عقیدہ بن گیا، جب تیسری نسل آئی تو ان کے دلوں سے خدا کی معرفت نکل کر ان کے سامنے بت ہی اصل ہوگئے، وہ انہیں کو سجدہ کرنے لگے، انہی کی نذر و نیاز کرنے لگے، یہاں تک کہ شرک کے پورے مراسم ادا کرنے لگے۔

اسی طرح ہر زمانے میں ایمان والی قوموں نے اپنے پیغمبر کے چلے جانے کے بعد پیغمبر کے صحابہؓ کی یاد قائم کرنے کے لئے یادگار کے طور پر تصویر، مجسمے اور ان کے مقامات کو متبرک ماننا شروع کیا، پھر باقاعدہ ان کے بعد دوسری نسلیں انہی مجسموں کے ذریعہ شرک میں گرفتار ہوگئیں۔

یہی حال رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے بعد امت محمدیہ کا بھی ہوگیا ہے، حضرت عمرؓ نے حجر اسود کے قریب حجر اسود کی حقیقت کو سمجھانے کے لئے زبردست وعظ کیا، بیعت رضوان جس درخت کے نیچے ہوئی اس کو کٹوا دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک کے پاس شیطان آتا ہے اور پوچھتا ہے کہ تم کو کس نے پیدا کیا؟ وہ کہتا ہے: اللہ نے! پھر وہ پوچھتا ہے کہ خدا کو کس نے بنایا؟ پس جب تم میں کسی کے دل میں یہ خیال آئے تو یوں کہنا: اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ. اس طرح کہنے سے یہ خیال جاتا رہے گا۔

شیطان انسانوں سے مختلف انداز سے بت پرستی کروا کر ان کو شرک پر زندہ رہنا سکھاتا ہے اور بت پرستی کو تازہ رکھتا ہے، توحید کو ختم کر کے شرک میں گرفتار کرتا ہے، مشرکین مکہ جب مکہ سے باہر سفر پر جاتے تو کعبۃ اللہ سے دور ہو جاتے تھے، تو شیطان نے ان کے ذہن یہ بات بیٹھادی کہ کعبۃ اللہ پتھر کی عمارت ہے، لہٰذا کعبۃ اللہ کے اطراف پڑے ہوئے چھوٹے چھوٹے ایسے پتھر جو عجیب وغریب شکل وصورت کے ہوں سفر میں ساتھ رکھا جائے اور جہاں بھی قیام کریں اس چھوٹے سے پتھر کو سامان میں سے نکال کر طوافِ کعبہ کی طرح اس کا طواف کیا جائے، اس کو چوما جائے، اس لئے کہ وہ اس کو کعبہ کے پاس کا پتھر ہونے سے اُسے متبرک سمجھتے تھے، اس کا احترام کرتے تھے۔

کعبۃ اللہ کو یہ مقدس جان کر حج کے ایام میں دینِ ابراہیمی کی یاد قائم رکھ کر حج کرتے تھے، مگر آہستہ آہستہ شیطان کی ترغیبات پر دین ابرہیمی کے طریقوں کو چھوڑ کر کعبۃ اللہ کو دینِ ابراہیمی کی توحید کے خلاف بتوں سے بھر دیا، اور کعبۃ اللہ کے پاس جانور ذبح کر کے ان کا خون اور گوشت اس کی دیواروں پر لگاتے اور دین ابراہیمی کے نام پر شرکیہ عقائد واعمال ادا کرنے لگ گئے، شیطان نے ان کو اتنا بے وحیاء و بے شرم بنادیا تھا کہ کعبۃ اللہ کا طواف عبادت کے نام پر ننگا ہو کر کرتے، مرد دن میں ننگے ہو کر طواف کرتے اور عورتیں رات میں اندھیرے میں ننگی ہو کر طواف کرتیں، رفتہ رفتہ وہ کعبۃ اللہ کو پوجنے لگے، البتہ اپنے ان شرکیہ عقائد و اعمال کے ساتھ ساتھ دین ابراہیمی کی شریعت کے طریقوں میں توحید کو تو بھول ہی گئے، مگر بیت اللہ کی تعظیم، بیت اللہ کا طواف اور حج وعمرہ، وقوفِ عرفہ اور مزدلفہ کا قیام اور جانور کی قربانی کو ادا کرنا ضروری سمجھتے تھے، مگر تلبیہ کے الفاظ

میں شرکیہ الفاظ ملا کر پڑھتے تھے۔

ہر زمانے میں شیطان نے پیغمبروں کی لائی ہوئی وحی کی تعلیمات کو اسی طرح بگاڑا، بنی اسرائیل بھی پیغمبروں کی تعلیمات کے خلاف کتابِ الٰہی کے احکام کو رسمی انداز سے اختیار کر کے شرکیہ عقائد و اعمال میں گرفتار ہوگئے، امت محمدیہ بھی آہستہ آہستہ شیطان کا شکار ہوتی گئی، دنیا میں پھیلتے ہوئے غلو کر کے شرک و بدعات کا شکار ہوگئی، اور بزرگوں کے ساتھ غلو کر کے قبروں سے عقیدت قائم کر لیا اور کعبۃ اللہ کی طرح قبروں کا طواف کرنے لگے، اللہ کی طرف متوجہ ہونے کے بجائے قبروں سے چمٹ کر ان سے منتیں، مرادیں اور دعائیں مانگنے لگے، قبروں پر سجدہ، رکوع اور قیام سب کچھ کرنے لگے، شیطان نے ان کو عقیدت و محبت میں شرک و بدعات کا عادی بنا دیا۔

شیطان کی ترغیبات پر قابیل نے نفسانی خواہش کی پیروی کرتے ہوئے ہابیل کو قتل کیا اور پھر اپنے باپ حضرت آدمؑ کے پاس سے بھاگ کر یمن چلا گیا، ابلیس اس کے پاس آ کر گمراہ کرنے کے لئے اس کو یہ بات سمجھائی کہ ہابیل کا نذرانہ آگ کے ذریعہ اس لئے قبول ہوا کہ وہ آگ کی خدمت کرتا تھا، اس کو پوجتا تھا، اس لئے آگ نے اس کو کھالیا، اس لئے تو بھی اس کو پوج، اس طرح شیطان نے وہیں سے آگ کی پرستش شروع کروادی۔

پیغمبر اور وحی کی تعلیمات کا انکار کروانے کے لئے شیطان نے غیر مسلموں کے ذہنوں میں عقل کا غلط استعمال کروا کر یہ بات بٹھادی کہ ایک جاندار کا قتل کر کے اس کی ہتھیہ کر کے اس کو کھانا ظلم ہے، یہ شریعت اور آسمانی تعلیم کیسے ہوسکتی ہے؟ ایک حیوان کو دُکھ دے کر اس کا گلہ کاٹ کر غذاء بنائی جائے' یہ دھرم کے خلاف ہے، اس لئے وہ پیغمبر کو نہیں مانتے، اس طرح کا عقیدہ آج تک غیر مسلموں میں ہے۔

☆ غرض ہر وہ چیز جس سے انسانوں اور جانداروں کو نفع اور نقصان ہوتا نظر آتا ہے شیطان نے اللہ سے توڑ کر انسانوں کے دلوں میں ان سے متعلق امید اور خوف بٹھا کر پرستش کروانے لگا، سورج، زمین، ہوا، پہاڑ، درخت، دولت، دُکان، اوزار، گائے، سانپ یہاں

تک کہ انسان کو اتنا گرا دیا کہ وہ شرمگاہوں کی بھی پرستش کرتے ہیں، ان سے انسانوں اور جانداروں کے وجود میں آنے کا تصور کرتے ہیں۔

☆ مسلمانوں میں کئی جماعتیں' فرقے اور مسلک بنا کر ان کے اتحاد کو واتفاق کو ختم کر دیا۔

☆ پھر ہر جماعت کے فرقہ اور مسلک کی الگ الگ مساجد بنانے اور ان پر مسلک کا نام لکھنے کا احساس دلا کر اتحاد کو ختم کر دیا۔

☆ آپس میں مسلمانوں کو قرآن کی تعلیم سے دور کر کے ایک دوسرے کو کافر، مشرک، جہنمی اور گمراہ ہونے کا احساس پیدا کروا کر' کلمہ گو ہونے کی اہمیت ہی کو ختم کروا دیا۔

☆ ہر ایک کو اپنے اپنے مسلک کے عقیدہ کے مطابق قرآن وحدیث سمجھانے اور الگ الگ مدارس اور علماء تیار کرنے کی ترغیب دے کر لٹریچر کے ذریعہ تفرقہ اور اختلافات پیدا کروا دیا۔

☆ بہت سے مسلمانوں کو علمِ دین حاصل کئے بغیر دیکھا دیکھی عمل کرنے کی ترغیب دے دی اور حقیقی علم دین سے دور کر دیا۔

☆ دروسِ قرآن سے مسلکی جھگڑے واختلاف پیدا ہونے کا احساس دلا کر قرآن سمجھنے سے محروم کر دیا۔

☆ بغیر سمجھے قرآن مجید کو برکت اور رسمی تلاوت کا عادی بنا کر ہدایت حاصل کرنے کی فکر سے دور کر دیا۔

☆ اکثر لوگوں کو دین کے کچھ حصوں پر عمل کروا کر ان کو ناقص انداز میں دین پر چلا کر مطمئن کر دیا۔

☆ دنیا کی ڈگری اور ماڈرن تعلیم حال کرنے کے بعد' اسلامی کلچر کو غیر مہذب اور دقیانوسی ہونے کا احساس دلا کر مغربی کلچر کا شیدائی بنا دیا۔

☆ بہت سے مسلمانوں میں منافقانہ صفات پیدا ہونے کا احساس ہی ختم کر دیا۔

☆ پردے کی شکل کو بگاڑ کر مسلم معاشرے کے نور کو ہی ختم کر دیا۔

☆ پانچ وقت کی نماز کی جگہ صرف جمعہ کی نماز کا احساس دلا کر اسلام اور کفر کے درمیان کے فرق کو ختم کر دیا۔

☆ مسلمانوں کو دین کی تعلیمات کے خلاف غلو میں مبتلا کر کے شرک و بدعات کے نیکی ہونے کا احساس دلا دیا اور توبہ سے دور کر دیا۔

دنیا انسان کی طرح جنات کے لئے بھی امتحان گاہ بنائی گئی ہے!

جس طرح انسان کو اللہ نے دنیا میں نیک اور بد اعمال کی جانچ کے لئے پیدا کیا اسی طرح جنات کی اولاد کو بھی قیامت تک اطاعت یا نافرمانی کی آزادی اور مہلت دی ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ○ (الذاریات:۵۶) ہم نے جن وانسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا۔

سورۂ نمل میں آیت:۱۷ میں جنّات کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے مسخر کر دئے جانے کا تذکرہ ہے، سورۂ سبا کی آیات:۱۲،۱۳ میں ان کی اطاعت میں اونچی عمارتیں اور بڑے بڑے حوض جیسے لگن اور اپنی جگہ سے نہ ہٹنے والی بھاری دیگیں بناتے تھے، سورۂ انبیاء، آیت:۸۲ر میں بتایا گیا کہ وہ ان کے لئے غوطہ لگاتے اور دوسرے کام کرتے تھے، ان کی مجالس میں رہتے تھے، ان کی فوراً اطاعت وغلامی کرتے تھے، ایک جن نے تو ان کی مجلس میں بیٹھے بیٹھے مجلس کے برخواست ہونے سے پہلے بلقیس کا تخت لانے کی پیشکش کی تھی، حضرت سلیمانؑ کے آخری دور میں ان کے سامنے کھڑا ہونے کو دیکھ کر تعمیرات کا کام کرنے میں مصروف رہے، جب ان کے عصاء کو دیمک کھا گئی اور وہ گر پڑے تب جنات کو معلوم ہوا کہ حضرت سلیمانؑ کا انتقال ہو چکا تھا، اس سے جنات کے علم غیب کی نفی ہوگئی، سورۂ احقاف کی آیات:۲۹ تا ۳۲ میں ارشاد ہے، جن کا ترجمہ یہ ہے:

''اور وہ واقعہ بھی قابلِ ذکر ہے جب ہم جنوں کے ایک گروہ کو تمہاری طرف لے آئے تھے تا کہ وہ پڑھی جانی والی آیات (قرآن) سنیں، جب وہ اس جگہ پہنچے (جہاں تم قرآن پڑھ رہے تھے) تو انہوں نے آپس میں کہا: خاموش ہو جاؤ! پھر جب وہ پڑھا جا چکا تو وہ خبردار کرنے والے بن کر اپنی قوم کی طرف پلٹے، انہوں نے جا کر کہا: اے ہماری قوم کے لوگو! ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو موسیٰ کے بعد نازل کی گئی ہے، تصدیق کرنے والی ہے اپنے سے پہلے آئی ہوئی کتابوں کی، رہنمائی کرتی ہے حق اور راہِ راست کی طرف، اے ہماری قوم کے لوگو! اللہ کی طرف بلانے والے کی دعوت قبول کرو اور اس پر ایمان لے آؤ، اور وہ تمہارے گناہوں سے درگذر فرمائے گا اور تمہیں عذابِ الیم سے بچا دے گا، اور جو کوئی اللہ کے داعی کی بات نہ مانے وہ نہ زمین میں خود کوئی بل بوتہ رکھتا ہے کہ اللہ کو زچ کر دے اور نہ اس کے کوئی حامی اور سرپرست ہیں کہ اللہ سے اس کو بچا لیں، ایسے لوگ کھلی ہوئی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔''

سورۂ جن آیت:۲ میں ارشاد ہے:''ہم نے بڑا ہی عجیب کلام (قرآن) سنا ہے جو راہِ راست کی طرف رہنمائی کرتا ہے، اس لئے ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں اور اب ہم ہرگز اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے اور یہ کہ ہمارے رب کی شان بہت اعلیٰ وارفع ہے، اس نے کسی کو بیوی یا بیٹا نہیں بنایا ہے۔''

اس سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ وہ انسانوں کے ساتھ جن جن علاقوں میں رہتے ہیں وہ بھی وہاں کی انسانی زبانیں جانتے، بولتے اور سمجھتے ہیں، ان میں بھی مشرک اور موحّد دونوں ہیں، ہوسکتا ہے کہ جنوں نے اس وقت قرآن سنایا تو وہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو ماننے والے تھے، جس وقت نماز میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کا جو حصہ پڑھ رہے تھے اس کے سننے سے ان کو اپنے عقیدہ کی غلطی معلوم ہوئی اور کہا کہ ہمارے بہت سے احمق اور بے عقل لوگ اللہ کے ساتھ شرک کرنے کی باتیں کرتے ہیں جس کی اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۂ جن کے ذریعہ اطلاع دی۔

ایک بار جنوں نے نبی کریم ﷺ کو دعوتِ تبلیغ دی، آپ ﷺ ان کی دعوت پر تشریف لے گئے، آپ ﷺ چونکہ دونوں کی طرف بھیجے گئے تھے، آپ ﷺ نے انہیں نصیحت کی اور قرآن کے احکام و فرائض کی انہیں تعلیم دی۔

حضرت علقمہؓ کہتے ہیں میں نے حضرت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے پوچھا کیا لیلۃ الجن کو آپ میں سے کوئی نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا؟ آپؓ نے جواب دیا: ہم میں سے کوئی آپ ﷺ کے ساتھ نہیں تھا، ایک رات مکہ میں ہم نے آپ کو کھودیا، ہمیں اندیشہ ہوا کہ خفیہ طور پر آپ کو قتل کر دیا گیا ہے یا جن اُڑا لے گئے، ہماری وہ رات بڑی تکلیف اور اندیشہ میں گذری اور پوری قوم کے ساتھ یہی ہوا، یہاں تک کہ صبح ہوئی، یا صبح کی پو پھٹی تو ہم نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ حراء کی طرف سے تشریف لا رہے ہیں، راوی کہتے ہیں لوگوں نے آپ ﷺ سے تمام اندیشوں کا ذکر کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جن دعوت لیکر آئے تھے، میں ان کی دعوت پر ان کے پاس گیا اور انہیں قرآن پڑھ کر سنایا، پھر وہ مجھے لیجا کر اپنے آثار دکھائے اور اپنی آگ کے نشانات بھی دکھائے۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو اپنے ساتھ لے گئے اور ایک دائرہ کھینچ کر کھڑا کر دیا اور دائرہ سے باہر نہ آنے کو کہا، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے دیکھا کہ عجیب عجیب صورتوں کے جن جو انسانی صورتوں کی طرح نہیں تھے، کئی جنوں کی جماعتیں آتی گئیں اور حضور اکرم ﷺ کے ہاتھ پر ایمان لاتی گئیں، کوئی ان کے دائرے کے قریب نہیں آتا تھا، آج بھی مکہ شہر میں اس مقام پر ''مسجد جنّ'' بنی ہوئی ہے جو مشہور ہے۔

جنات نے آپ ﷺ سے بنی آدم کی کچھ شکایتیں بھی کیں، رسول اللہ ﷺ نے اولادِ آدم کو بھی بعد میں یہ ہدایات دیں کہ ہڈی سے استنجاء مت کرو، یہ تمہارے جنات بھائیوں کی غذاء ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ہر وہ ہڈی جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اور جو تمہارے ہاتھوں لگ جائے اس پر گوشت چڑھا کر جنوں کو دیا جاتا ہے، اسی طرح گوبر اور مینگنی سے بھی استنجاء سے منع کیا، اس سے نجاست صاف نہیں ہوتا، اس کے علاوہ اس میں جو غذاء کے دانے بھی

ہوتے ہیں وہ جنات کے جانوروں کی غذاء ہیں، اُسے آلودہ مت کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلوں اور سوراخوں میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا، ممکن ہے کہ وہاں زہریلے جانوروں کے گھر یا جنات کی رہائش گاہ ہو، وہ تمہیں تکلیف پہنچائیں گے، اسی طرح کوئلوں سے استنجاء کرنے سے منع فرمایا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شکایت پر فرمایا کہ جس طرح تم زمین پر ہو وہ بھی زمین پر ہیں، تمہارے جس طرح حقوق ہیں تو ان کے بھی حقوق ہیں اور سب سے بڑا حق کھانا پینا ہے، لہٰذا ان کی غذاء کو آلودہ مت کرو، ان کے ٹھکانوں کو گندہ مت کرو۔ (مسلم، ترمذی، ابوداؤد، احمد)

اس سے یہ بات معلوم ہو رہی ہے کہ جس طرح اللہ نے شروع کے یہود و نصاریٰ کو مغضوب اور ضالّین (یعنی وہ لوگ جن پر اللہ کا غصہ نازل ہوا اور گمراہ) کہا ان کی قیامت تک آنے والی اولاد کو اللہ نے اپنی رحمت میں لینے کے لئے پھر یہ موقع عطا فرمایا کہ وہ اگر سچے دل سے قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر امت محمدیہ میں شامل ہو جائیں اور مطیع و فرمانبردار بن جائیں تو جنت کے حقدار بن سکتے ہیں، اسی طرح ابلیس کی ابتدائی جماعت کے بعد، بعد میں قیامت تک آنے والی جنات کی اولاد کو قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صحیح طریقہ سے ایمان لانے اور نیک بننے کا موقع عطا فرمایا تا کہ اپنے باپ کی غلطی کا اقرار کر کے حضرت آدمؑ کو نبی مان کر امت محمدیہ کے نیک فرد بن جائیں تو انہیں جنت عطا کی جاسکتی ہے۔

قرآن مجید انسان اور جنوں دونوں کے لئے نازل ہوا، جنوں کے لئے علاحدہ کتاب اور پیغمبر نہیں آئے، جنوں کو بھی دوبارہ زندہ کر کے ان کی زندگیوں کا حساب لیا جائے گا، ایک سوال یہ پیدا ہوسکتا ہے کہ جن جب آگ کے ہیں تو ان کو آگ کی سزاء کیسے ہوگی؟ جن آگ سے بننے کے بعد اس کی حیثیت بدل گئی اور وہ آگ کی چیزوں سے نقصان اٹھا سکتا ہے، جہنم میں سخت سردی اور ٹھنڈک کے پہاڑ بھی ہیں جہاں ان کو سزاء ملے گی۔

سورۂ رحمٰن میں اللہ نے انسان اور جن کو شکر گذار بننے کی تعلیم دی

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ o (الرحمٰن:۱۳)

ترجمہ: (اے انس و جن!) پھر تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا کی اس امتحان گاہ میں انسانوں کی طرح جنوں کو بھی ایمان قبول کرنے یا نہ کرنے، شکر گذار نے بننے یا نہ بننے کا اختیار اور آزادی دے رکھی ہے، تاکہ جنات اپنے باغی باپ ابلیس اور اس کے ساتھیوں کی تقلید نہ کر کے نیک و صالح اور ایماندار بن کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر صحیح طریقے سے ایمان لا کر اللہ کے شکر گذار بندے بن کر رہیں۔

سورۂ رحمٰن میں اللہ نے انسان اور جن دونوں کو خطاب کر کے اپنی نعمتوں اور قدرت کا اظہار کیا اور بار بار یہ احساس دلایا کہ تم میری نعمتوں میں رات دن گھرے ہوئے ہو، آخر تم میری کن کن نعمتوں کا انکار کرو گے؟ اگر تم شکر گذار بنو گے اور نیک و صالح بنو گے تو تم کو جنت کے باغات ملیں گے اور اگر ناشکرے بنو گے اور کفر کرو گے تو جہنم کی آگ میں ڈالے جاؤ گے۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا: میں نے ایک رات جب وہ قرآن سننے جمع ہوئے تھے یہ سورۃ سورۂ رحمٰن سنائی، اس وقت اللہ کے اس سوال کا جواب وہ تم سے بہتر دے رہے تھے، جب بھی میں اللہ کے اس ارشاد پر پہنچتا کہ ’’اے جن وانس! تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے‘‘ تو وہ اس کے جواب میں ہر مرتبہ کہتے کہ ’’اے ہمارے پروردگار! ہم تیری کسی نعمت کو نہیں جھٹلاتے، حمد صرف تیرے ہی لئے ہے، انسانوں کو بھی اس طرح جواب دینا چاہئے۔

اس سے یہ ثابت ہوا کہ زمین پر یہ دوسری با اختیار مخلوق ہے جنہیں انسانوں کی طرح امتحان کے لئے رکھا گیا ہے، ان کا بھی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر کے حساب لیا جائے گا، جنات میں ایسے گروہ موجود ہیں جو سابقہ انبیاء پر اور سابقہ آسمانی کتابوں پر ایمان لا چکے

ہیں، جو ایمان سے خالی، نافرمان اور باغی و سرکش ہیں وہ جنات' شیاطین بن کر اللہ سے بغاوت کرتے ہیں، انسانوں اور جنوں دونوں کو اللہ کی بغاوت پر اُکساتے ہیں۔

قرآن مجید کسی شیطان مردود کا قول نہیں ہے!

وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطَانٍ رَجِيمٍ o (التکویر:۲۵)

ترجمہ: اور نہ یہ (قرآن) کسی شیطان مردود کی (بنائی ہوئی) کوئی بات ہے۔

مشرکین مکہ کو یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی کہ آسمان سے فرشتہ آ کر اللہ کی آیات وحی کی شکل میں (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کیسے پہنچا رہا ہے، وہ یہ دیکھ رہے تھے کہ ہر روز لوگ محمد بن عبداللہ کی دعوت اور قرآن کی آیات سے متاثر ہوتے چلے جا رہے ہیں اور یہ کلام ان کے دلوں میں جادو کی طرح اترتا چلا جا رہا ہے، انہوں نے انسانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت سے دور رکھنے کے لئے یہ جھوٹا پروپیگنڈہ شروع کیا کہ جس طرح کاہنوں اور جادوگروں کے پاس جنات اور شیاطین ہوتے ہیں اور وہ کچھ باتیں لا کر ان کو پہنچاتے ہیں، اسی طرح محمد کاہن ہیں، یہ کلام شیطان یا کوئی جن آ کر محمد کو رات کے وقت کان میں القاء کر رہا ہے جس کی وجہ سے انسانوں پر یہ اثر ہو رہا ہے۔

اللہ نے انسانوں کو صاف صاف یہ تعلیم دی کہ یہ کلام کسی شیطان مردود یا انسان کا لایا ہوا اور سکھایا ہوا نہیں ہے، شیاطین کے لئے نہ یہ کام سجتا ہے اور نہ وہ ایسا کر ہی سکتے ہیں، وہ تو اس کی سماعت سے تک دور رکھے گئے ہیں۔

وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيَاطِينُ o وَمَا يَنبَغِي لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيعُونَ o إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُولُونَ o (الشعراء:۲۱۰تا۲۱۲)

ترجمہ: اور اس قرآن کو شیاطین لیکر نہیں اترے، نہ یہ قرآن ان کے مطلب کا ہے اور نہ وہ ایسا کر سکتے ہیں، انہیں تو (وحی کے) سننے سے بھی روک دیا گیا ہے۔

شیطان انسان کا ابتداء ہی سے دشمن ہے، وہ سچا اور حقیقی معلم ہرگز بن ہی نہیں سکتا،

یہ اس کے بس کے بات نہیں، جو لوگ شیطان کی رہنمائی میں رہتے ہیں وہ زیادہ تر انسانوں کو جھوٹ بولتے، دھوکہ دیتے، مال و دولت لوٹتے، نیت خراب رکھتے اور ناپاک رہتے، برے اعمال کرتے اور کرواتے ہیں، قرآن کے نازل ہوتے وقت شیطان کوئی چیز القاء تو دور کی بات ہے جب حضرت جبرئیل امینؑ وحی لیکر اترتے ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر القاء کرتے ہیں تو شیطان کان لاکر بھی نہیں سن سکتا۔

یہ رب العالمین کا نازل کردہ کلام ہے جو روح الامینؑ لیکر اترے ہیں، یہ کلام اور اس کے مضامین شیطان کے منہ سے نہیں نکل سکتے، جو ہدایات اس کلام میں دی گئی ہیں اور جو رہبری اس کلام میں کی گئی ہے ایک معمولی عقل رکھنے والا بھی سمجھ سکتا ہے کہ کیا شیاطین اس طرح کا علم دے سکتے ہیں، انسانوں کی بستیوں میں کاہن اور جادوگر عامل رہتے ہیں، ایسے گروہ انسانوں کو سوچنا چاہئے کہ جو لوگ شیاطین سے ربط وضبط رکھتے ہیں، تو کیا انہوں نے کبھی انسانوں کو ایسی باتیں بتلائیں اور ایسا متاثر کرنے والا کلام سنایا؟ کیا انہوں نے انسانوں کو شرک و بت پرستی سے روکا؟ کیا انہوں نے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوکر جواب دہی کا خوف دلایا؟ کیا اخلاقِ رذیلہ سے منع کیا؟ کیا انسانوں کے ساتھ احسان و ہمدردی کرنے کی تعلیم دی؟

شیطان کا یہ مزاج ہی نہیں، وہ انسانی دشمنی میں انسانوں میں شر اور فساد پھیلا کر لڑائی قتل وخون کرواتا ہے، انسانوں کو برائی اور گناہ کی دعوت دیتا ہے، انسانوں کو شرک و کفر کی ترغیب دینا، خدا سے توڑ کر مخلوق سے جوڑنے اور خدا سے نافرمان اور نڈر بنے رہنے کے طریقے سکھائے ہیں، جاہلانہ رسموں اور باپ دادا کی اندھی تقلید کی دعوت دیتے ہیں، شراب، زنا جوا، چوری کی طرف مائل کرتے ہیں، شرک وکفر میں مبتلا کرتے ہیں۔

☆☆☆☆☆